(بقیہ صفحہ ۸۹۶) روح الامین کی پھونک سے ہے' آپ کی پھونک سے مردے زندہ' بیمار اچھے ہو جاتے تھے ۱۴۔ یعنی تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لائیں اور شرعی احکام پر عمل کیا ۱۵۔ کیونکہ آپ تقویٰ و طہارت میں مردوں سے کم نہ رہیں اس لئے قانتین جمع مذکر ارشاد ہوا' خیال رہے کہ پانچ بی بیاں بڑے کمال والی ہیں۔ حضرت آسیہ' مریم' فاطمہ' خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہن

آیاتہا ۳۰ — ۶۷ سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ ۷۷ — رکوعاتہا ۲

سورۃ الملک مکی ہے اس میں ۲ رکوع ۳۰ آیات ۳۳۰ کلمات ۱۳۱۳ حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

بڑی برکت والا ہے ۲ وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک ۳ اور وہ ہر چیز پر

قَدِيْرُ ۝۱ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ

قادر ہے ۴ وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی ۵ کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا

اَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ

کام زیادہ اچھا ہے ۶ اور وہی عزت والا بخشش والا ہے ۷ جس نے سات آسمان بنائے

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ

ایک کے اوپر دوسرا ۸ تو رحمٰن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے ۹

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ

تو نگاہ اٹھا کر دیکھ تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے ۱۰ پھر دوبارہ نگاہ اٹھا

كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝۴ وَلَقَدْ

نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی ۱۱ اور بے شک

زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ

ہم نے نیچے کے آسمان کو ۱۲ چراغوں سے آراستہ کیا ۱۳ اور انہیں شیطانوں کیلئے مار کیا ۱۴

وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝۵ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

اور ان کے لئے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار فرمایا ۱۵ اور جنہوں نے اپنے رب کا ساتھ کفر کیا ۱۶

عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۶ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا

ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے اور کیا ہی برا انجام ۱۷ جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا رینگنا

۱۔ اس سورت کے بڑے فضائل ہیں' فرمایا کہ یہ سورت شفاعت کرے گی عذاب قبر سے نجات کا باعث ہے' ایک صحابی نے ایک جنگل میں زمین کے اندر سے سورہ ملک پڑھنے کی آواز سنی حضور سے عرض کیا' فرمایا کہ وہاں کسی مومن کی قبر ہے جو زندگی میں سورہ ملک پڑھا کرتا تھا اب بھی قبر میں پڑھ رہا ہے ۲۔ یعنی بڑے انعام و احسان فرمانے والا یا جس چیز پر اس کا نام لے دیا جاوے اس میں زیادتی و برکت ہو جائے' برکت سے مراد ہے زیادتیٔ رحمت ۳۔ عالم اجسام کو ملک اور عالم ارواح و عالم انوار وغیرہ کو ملکوت کہتے ہیں' نیز ظاہری قبضہ ملک کہلاتا ہے' اور باطنی قبضہ ملکوت یعنی سارے عالم مشہود ہمارے قبضہ میں ہیں کہ اس پر ہم ظاہری و باطنی تصرف فرماتے ہیں (از روح) ۴۔ یعنی رب ہر ممکن چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے ناممکن چیزیں اور واجب کی ذات و صفات کو اس سے کوئی تعلق نہیں' لہٰذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ رب جھوٹ بول سکتا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ موت وجودی چیز ہے کیونکہ محض عدمی چیز پیدا نہیں ہو سکتی اس لئے کہ پیدا کرنے کے معنی ہیں ہستی بخشنا' اسی لئے حدیث میں ارشاد ہوا' کہ قیامت کے دن موت کو بھی موت آ جائے گی یعنی فنا کر دی جائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ فنا وہ شئی ہو سکتی ہے جو موجود ہو ۶۔ خیال رہے کہ اس عالم کے اعمال تخم ہیں اور اس دوسرے عالم کی سزا و جزا پھل' نیز رب تعالیٰ نے بعض کو جنت کے لئے بنایا بعض کو دوزخ کے لئے' دنیا میں ہر شخص کو انہی اعمال کی رغبت ہو گی جن کے لئے وہ بنا یہ قانون ہے' قدرت یہ بھی ہے کہ عمر بھر کے گنہگار و کافر کو ایمان پر خاتمہ نصیب فرما کر جنتی بنا دے' جیسے موسیٰ علیہ السلام کے جادوگر ۷۔ سرکش مجرم کو سزا دے گا۔ کیونکہ عزیز و غالب ہے توبہ والوں کو بخشے گا' کیونکہ غفور و رحیم ہے ۸۔ تہ بہ تہ کہ اوپر والا آسمان نیچے والے کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے اس سے لازم نہیں آتا کہ ایک دوسرے سے چمٹا ہوا ہو' لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں' ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے' ۹۔ یعنی اس کی مخلوق میں کوئی چیز غیر مناسب نہیں' ہر چیز کو اسی طرح پیدا فرمایا جیسی ہونی چاہیے تھی' یہ مناسبت زمین و آسمان اور تمام مخلوق میں موجود ہے ۱۰۔ یعنی پھٹن' ٹوٹن' شکستگی نظر نہ آئے گی' ہاں آسمانوں میں دروازے ہیں جن سے فرشتے اترتے ہیں۔ معراج میں ان سے حضور تشریف لے گئے' مگر یہ دروازے رخنہ یافتہ نہیں کہلاتے لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آسمانوں میں دروازے نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَفُتِحَتِ السَّمَاۗءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۱۱۔ یعنی عیب ڈھونڈنے والی نگاہ ہر دفعہ ناکام واپس ہو گی کوئی عیب نہ دیکھے گی' اور حکمتیں ڈھونڈنے والی نگاہ ہر دفعہ نئی حکمت معلوم کرے گی ۱۲۔ پہلا آسمان جو زمین سے زیادہ قریب ہے دنیا کے لفظی معنی قریب ہیں دنوٌ سے مشتق' لہٰذا آیت واضح ہے ۱۳۔ خیال رہے کہ سارے تارے پہلے آسمان پر نہیں' اس پر صرف چاند ہے لیکن چونکہ تمام آسمان شیشے کی طرح شفاف ہیں جس کی وجہ سے سارے تارے پہلے آسمان پر معلوم ہوتے ہیں لہٰذا وہ سب پہلے آسمان کی زینت ہیں ۱۴۔ یعنی ان تاروں سے مختلف فائدے ہیں' یہ پہلے آسمان کی

لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ

سنیں گے کہ جوش مارتی ہے ۱؎ معلوم ہوتا ہے کہ شدت غضب میں پھٹ جائیگی ۲؎ جب کبھی

اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا

کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا ۳؎ اسکے دارو غہ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈر

بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ

سنانے والا نہ آیا تھا ۴؎ کہیں گے کیوں نہیں بیشک ہمارے پاس ڈر سنانے والے تشریف لائے

شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ

پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اتارا ۵؎ تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں ۶؎ اور کہیں

اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ

گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ۷؎ تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے اب اپنے گناہ کا اقرار کیا ۸؎

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

تو پھٹکار ہو دوزخیوں کو ۹؎ بے شک وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے

بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ

ڈرتے ہیں ۱۰؎ ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے ۱۱؎ اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا

اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا يَعْلَمُ

آواز سے وہ تو دلوں کی جانتا ہے ۱۲؎ کیا وہ نہ جانے

مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

جس نے پیدا کیا ۱۳؎ اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبردار وہی ہے جس نے تمہارے

لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ

لئے زمین رام کر دی ۱۴؎ تو اس کے رستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ ۱۵؎

وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ

اور اسی کی طرف اٹھنا ہے ۱۶؎ کیا تم اس سے نڈر ہو گئے جسکی سلطنت آسمان میں ہے کہ تمہیں زمین

(بقیہ صفحہ ۸۹۷) زینت' رات کے چراغ' مسافروں کے لئے ہدایت' اور جب کوئی کافر' جن ملائکہ کا کلام سننے آسمان پر جانے کی کوشش کرتا ہے تو ان میں سے ایک آگ نکال کر ایسا ہلاک یا زخمی کر دیتی ہے جیسے شکار کو گولی ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر جنات دوزخ میں جائیں گے اگرچہ ان کی پیدائش آگ سے ہے مگر آگ کا عذاب پائیں گے جیسے ہم مٹی کے ڈھیلے سے زخمی ہو کر تکلیف پاتے ہیں ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے ایک فرمان کا انکار رب تعالیٰ کا انکار ہے' کیونکہ یہاں ہر کافر کو كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ میں داخل فرمایا' کیونکہ نبی رب کی طرف سے فرمانروا ہے ۱۷۔ کہ وہ جگہ بھی تکلیف وہ وہاں کا کھانا پانی بھی تکلیف وہ' سانپ بچھو تکلیف دہ ساتھی بھی ایذاءرساں' غرضیکہ ہر تکلیف جمع ہے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ مقام صرف کفار کا ہے' مومن گنہگار کا وہاں کچھ دن رہنا ہے ایسا ہو گا جیسا مسافر کا منزل پر ٹھہرنا۔

۱۔ کھولتی ہانڈی کی طرح یا ریل کے انجن کی مثل' مگر یہ آواز صرف دوزخی سنیں گے گرتے وقت اور رہنے کی حالت میں' جنتی اگرچہ پل صراط پر گزریں گے مگر اس کی یہ دہشت ناک آواز نہ سنیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا معلوم ہوا کہ دوزخ میں احساس ہے' وہ غضب بھی کرتا ہے بلکہ کلام بھی کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے کہ ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گیا تو وہ جواب دے گا هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ کفار دوزخ میں فوج در فوج جائیں گے' ہر قسم کا کافر اپنے ہم جنس کے ہمراہ ہو گا' اگر گنہگار مسلمان دوزخ میں جائے گا تو اکیلا کہ کسی کو اس کے حال کی خبر نہ ہو گی' تاکہ امت رسول کی رسوائی نہ ہو ۴۔ یعنی نبی بلاواسطہ' یا نبی کے جانشین علماء جن کا پہنچ جانا یا ان کی تبلیغ کا پہنچ جانا خود نبی ہی کا پہنچ جانا ہے ۵۔ چونکہ کفار قرائن سے سمجھ لیں گے کہ اب انبیاء کی تشریف آوری کا انکار' فرشتے سے مار کھانے کا ذریعہ ہے اس لئے سچ بول دیں گے' محشر کی طرح یہاں جھوٹ نہ بولیں گے ۶۔ معلوم ہوا کہ جن لوگوں تک نبی کی تعلیم بالکل نہ پہنچی' صرف انہیں شرک پر عذاب ہو گا۔ باقی کسی چیز پر نہیں' جیسے فترت والے لوگ جو حضور کی تشریف آوری سے پہلے فوت ہو گئے' کسی نبی کی تعلیم انہیں نہ پہنچ سکی ۷۔ معلوم ہوا کہ جس عقل سے دین نہ سمجھا جاوے وہ بے عقلی ہے جو کان و آنکھ نبی کے احکام نہ سنیں اللہ کی آیات نہ دیکھیں' وہ بہرے اندھے ہیں اگرچہ دنیاوی امور میں کام آویں ۸۔ گناہ سے مراد دل کا گناہ یعنی کفر و شرک ہے خیال رہے کہ کفار کو کفر و شرک پر بھی سزا ملے گی اور شرعی احکام ادا نہ کرنے پر بھی کیونکہ وہ سزا میں احکام شرعیہ کے مکلف ہیں ۹۔ یہ رب کا فرمان ہے یا اس وقت فرشتے کہیں گے۔ یعنی تم اللہ کی رحمت سے دور ہو ہر وقت پھٹکار ولعنت کے مستحق ۱۰۔ یعنی نبی کے فرمانے سے ان کے دل میں خوف خدا پیدا ہوا' ورنہ مرتے وقت عذاب دیکھ کر تو سب ہی ڈریں گے شیطان نے بھی کہا تھا اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ مگر یہ خوف نجات کا ذریعہ نہیں ۱۱۔ روح البیان نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق کے سینے شریف سے بھنی ہوئی کلیجی کی خوشبو آتی تھی' آپ کا جگر خوف الٰہی میں بھن چکا تھا' حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز تہجد میں اتنا روتے تھے' کہ آپ کے سینہ مبارک سے ہانڈی کھولنے کی سی آواز آتی تھی' یہ ہے خوف خدا' اللہ تعالیٰ ان پاک ہستیوں کی طفیل ہم جیسے گنہگاروں کو بھی اپنا خوف نصیب کرے' آمین ۱۲۔ مشرکین مکہ آپس میں بکواس کرتے وقت کہتے تھے کہ آہستہ بولو' محمد کا رب نہ سن لے' اس آیت میں ان کی تردید کی گئی کہ تمہارا کوئی کھلا چھپا کام ہم سے پوشیدہ نہیں' رب کی شان تو بہت بلند و بالا ہے' اس کے محبوب بندے حضرت

(بقیہ صفحہ ۸۹۸) سلیمان تین میل سے چیونٹی کی آواز سن لیتے تھے ۱۳۔ یعنی جس رب نے تمہیں، تمہارے اعمال، تمہارے خطرات کو پیدا فرمایا اس پر تم یا تمہارے دلی خیالات کیسے چھپ سکتے ہیں۔ یہ گویا گزشتہ دعویٰ کی دلیل ہے ۱۴۔ اس طرح مناسب طور پر نرم فرمادی کہ تم رہو بھی، اس میں کھیتی باڑی بھی کرو، عمارتیں بناؤ، نہ تو لوہے کی طرح سخت نہ پانی کی طرح نرم و پتلی، سبحان اللہ ۱۵۔ حلال و طیب روزی کھاؤ، خواہ اپنی خواہ دوسرے کی کمائی ہوئی، جیسے میراث کا مال، صوفیاء فرماتے ہیں کہ جسم کے لئے جسمانی روزی کھاؤ، روح کے لئے روحانی غذا استعمال کرو، اس سے معلوم ہوا کہ کھانا فرض ہے کیونکہ اس سے زندگی کی بقا ہے اور زندگی تمام عبادت کا

الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ

میں دھنسا دے ۱ جبھی وہ کانپتی ہے یا تم نڈر ہو گئے ۲ اس سے جسکی سلطنت آسمان

یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ

میں ہے کہ تم پر پتھراؤ بھیجے تو اب جانو گے کیسا تھا میرا ڈرانا ۳ اور بیشک

كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا

ان سے اگلوں نے جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا انکار ۴ اور کیا انہوں نے اپنے

اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ ؔۘ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا

اوپر پرندے نہ دیکھے پر پھیلاتے اور سمیٹتے ۵ انہیں کوئی نہیں روکتا سوا

الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ

رحمٰن کے ۶ بے شک وہ سب کچھ دیکھتا ہے ۷ یا وہ کونسا تمہارا

هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ

لشکر ہے کہ رحمٰن کے مقابل تمہاری مدد کرے ۸ کافر

الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ ۚ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ

نہیں مگر دھوکے میں ۹ یا کونسا ایسا ہے جو تمہیں روزی دے

اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ

اگر وہ اپنی روزی روک لے ۱۰ بلکہ وہ سرکش اور نفرت میں ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں تو

یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا

کیا وہ جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلے ۱۱ زیادہ راہ پر ہے یا وہ جو سیدھا چلے ۱۲

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ

سیدھی راہ پر ۱۳ تم فرماؤ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے کان

لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور آنکھ اور دل بنائے ۱۴ کتنا کم حق مانتے ہو ۱۵

مدار ہے، اس لئے مرن برت رکھنا بھوک ہڑتال کرنا حرام ہے، یہ بھی معلوم ہوا، خدا کے دیئے میں سے کچھ کھاؤ، کچھ کھلاؤ، سب خود ہی کھانے کی کوشش نہ کرو ۱۶۔ قیامت میں حساب دینے کے لئے، لہٰذا ایسا کھانا نہ کھاؤ جو کل تمہارے لئے وبال ہو جائے اس لئے کھانے کے بعد قیامت کا ذکر فرمایا۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد خصوصی عذاب آ سکتے ہیں، دوسری آیت میں جو ارشاد ہوا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ اس سے عمومی عذاب مراد ہیں۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ رب سے بے خوفی کفار کا طریقہ ہے اور اس سے امید رکھنا مومن کی شان ہے۔ امن میں بے خوفی ہوتی ہے امید میں خوف بھی ہوتا ہے، یعنی خوف کرو کہ تم پر گناہوں کی وجہ سے آسمانی پتھر ایسے برسیں جیسے قوم لوط پر برسے تھے، اللہ کی پناہ ۳۔ یعنی عذاب دیکھ کر ایمان لاؤ، اور اس وقت ایمان لانا معتبر نہ ہوگا کیونکہ ایمان بالغیب چاہیے خیال رہے کہ یہاں مَنْ فِی السَّمَآءِ فرما کر یہ بتایا کہ بت ڈرنے کے لائق نہیں، ڈرو اس سے جس کی بادشاہی آسمانوں میں ہے یہ مطلب نہیں کہ رب آسمان پر رہتا ہے وہ تو جگہ سے پاک ہے ۴۔ کہ قارون کو زمین میں دھنسایا اور قوم لوط پر آسمانی پتھر برسائے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں کو گرنے سے رب ہی روکے ہوئے ہے، ورنہ بھاری چیز گر جاتی ہے ۶۔ یُمْسِكُهُنَّ میں هن کا مرجع یا تو طیر، پرندوں کی جماعت ہے یعنی چڑیاں۔ ہوا میں اڑتے ہوئے کبھی پر کھولتی ہیں اور کبھی بند کر لیتی ہیں۔ مگر نہیں گرتیں، معلوم ہوا کہ انہیں ہوا میں محض پر نہیں روکتے بلکہ ہم روکے رہتے ہیں، وہ تو گوشت پوست کا مجموعہ ہیں جو نیچے گر جانا چاہیے، آج ہوائی جہازوں کو بھی رب ہی گرنے سے بچاتا ہے نہ کہ مشین و انجن، اس لئے بارہا یہ تباہ ہو کر گر جاتے ہیں یا اس کا مرجع آسمان ہیں یعنی آسمان اتنے بھاری اجسام نہ کسی چیز میں لٹکے ہیں نہ کسی شی پر دھرے ہیں مگر نہیں گرتے کیونکہ انہیں ہم ہی روکے ہوئے ہیں ۷۔ یعنی

چڑیاں ہوا میں اڑنے کی حالت میں پر پھیلاتی اور سمیٹتی ہیں، اگر پر پھیلانا انہیں گرنے سے روکتا تو چاہیے تھا کہ یہ سمیٹتے وقت گر جائیں، مگر نہیں گرتیں، حالانکہ بوجھل چیز گر جانی چاہیے ۸۔ قرآن کریم میں جہاں ارشاد ہوا کہ تمہارا مددگار کوئی نہیں اس سے مراد حق تعالیٰ کے مقابلہ مدد ہے کہ رب تعالیٰ ہلاک کرنا چاہے اور وہ رب کا مقابلہ کر کے بچالے، یہ سب آیتوں کی تفسیر ہے اور مدد والی آیتوں سے مدد باالاذن کا ثبوت ہے ۹۔ وہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم پر عذاب نہیں آئے گا اور اگر آیا تو ہمارے جھوٹے معبود ہمیں بچالیں گے، یہ دونوں فریب شیطان نے دیئے۔ ۱۰۔ اس طرح کہ بارش یا دھوپ روک لے، جو پیداوار کا سبب ہے، تو دوسرا یہ چیزیں نہیں دے سکتا ۱۱۔ جیسے مشرکین جو بغیر سوچے سمجھے غلط عقیدوں اور غلط اعمال میں پھنسے ہوئے ہیں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ کفار کے سارے اعمال اوندھے ہیں۔ کیونکہ ایمان کے

(بقیہ صفحہ ۸۹۹) بغیر ہیں، مومن کے سارے اعمال درست ہیں کیونکہ ایمان کے ساتھ ہیں کافر کا صدقہ و خیرات کرنا اوندھا چلنا ہے کیونکہ یہ اسے منزل پر نہیں پہنچا سکتا، مومن و کافر کے تمام اعمال کا یہ ہی حال ہے ۱۳۔ یعنی دنیا میں مومن تو سیدھی راہ پر ہے اور جا بھی سیدھا رہا ہے مگر کافر اوندھے رستے پر بھی ہے اور چل بھی اوندھا رہا ہے کیا یہ دونوں یکساں ہیں، ہرگز نہیں اسلام سیدھا راستہ ہے۔ پھر اسلام کو صحیح طور پر سمجھنا اور درست اعمال کرنا اس پر سیدھا چلنا ہے ۱۴۔ یعنی اے محبوب ان مشرکوں سے فرمادو کہ میں تمہیں جس رب کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں وہ، وہ رب ہے جس نے ایسی بے بہا نعمتیں بخشیں، اس سے معلوم ہوا کہ خاص بندوں کے کام رب کے کام ہوتے ہیں کیونکہ ماں کے پیٹ میں ناک کان بنانا فرشتہ کا کام ہے مگر وہ کام رب کا قرار پایا ۱۵۔ کہ اس کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کی نافرمانی، بلکہ مخالفت و مقابلہ میں استعمال کرتے ہو، کچھ تو انصاف کرو، اس آیت سے مسلمانوں کو بھی عبرت پکڑنی چاہیے

قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

تم فرماؤ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے ۱

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ

اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو ۲ تم فرماؤ یہ

اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ

علم تو اللہ کے پاس ہے ۳ اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں ۴ پھر جب اسے پاس

زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ

دیکھیں گے کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے ۵ اور ان سے فرمادیا جائے گا یہ ہے

كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ

جو تم مانگتے تھے ۶ تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک

مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾

کردے ۷ یا ہم پر رحم فرمائے ۸ تو وہ کون سا ہے جو کافروں کو دکھ کے عذاب سے بچالے گا

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ

تم فرماؤ وہی رحمٰن ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسا کیا ۹ تو اب جان

مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ

جاؤ گے ۱۰ کون کھلی گمراہی میں ہے تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی

مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع ۲

زمین میں دھنس جائے ۱۱ تو وہ کون ہے جو تمہیں پانی لادے نگاہ کے سامنے بہتا

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۵۲ رُكُوْعَهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿۱﴾ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

قلم ۱۲ اور ان کے لکھے کی قسم ۱۳ تم اپنے رب کے فضل سے

ا۔ یعنی رب تعالیٰ سب کا سہارا اور منتہیٰ ہے۔ خیال رہے کہ یہاں صفات الٰہیہ کو قل سے بیان فرمایا گیا۔ یعنی اے محبوب آپ فرمادیں تاکہ پتہ لگے کہ خدا کی صفات ماننا جب ہی فائدہ دے سکتا ہے جب کہ نبی کی تعلیم سے مانی جاویں، نبی کو چھوڑ کر توحید وغیرہ ماننا دوزخ کا راستہ ہے۔ ۲۔ یعنی اگر تم قیامت یا عذاب کی خبر دینے میں سچے ہو، تو بتاؤ ان کا ظہور کب ہو گا۔ اس شرط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ سوال محض دل لگی کے لئے تھا نہ کہ تحقیق کے لئے ۳۔ کسی مخلوق کو اندازے، تخمینے، حساب، جنتری، وغیرہ سے معلوم نہیں ہو سکتا، جب تک رب تعالیٰ الہام یا وحی کے ذریعہ نہ بتائے ۴۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم نہیں دیا کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا کہ مجھے علم نہیں دیا گیا اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وہاں بھی کہتے ہیں جہاں بتانا نہ ہو، حق یہ ہے کہ اللہ نے حضور کو قیامت کا علم دیا خود فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح ہیں، قیامت کی علامتیں ارشاد فرمائیں۔ اس کے آنے کا دن بتایا کہ جمعہ کو ہو گی ۵۔ یعنی علامات قیامت یا علامات موت، یا علامات عذاب دیکھ کر کفار کے چہرے بگڑ جائیں گے، اس سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت اور قیامت کے دن مومن کے چہرے شگفتہ ہوں گے، اب بھی بعض صالحین کو بوقت موت مسکراتا ہوا دیکھا گیا ۶۔ نبیوں یا مومنوں سے اس کا مطالبہ کرتے تھے تو اب سامنے ہے، دل بھر کر دیکھ لو (اللہ کی پناہ) ۷۔ کفار مکہ حضور کی اور صحابہ کی وفات کے منتظر رہتے تھے، یہاں فرمایا گیا کہ ہمارا وفات پا جانا تمہیں عذاب سے بچا نہیں سکتا، پھر تم کیوں اس کی آس لگائے بیٹھے ہو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی موت کا انتظار کفار کا شیوہ ہے

۸۔ اس طرح کہ ہمیں دراز عمریں دے، تاکہ ہم نیکیوں کا توشہ خوب جمع کر لیں۔ معلوم ہوا کہ مومن کی زندگی بھی رحمت ہے ۹۔ یعنی اوپر کی شقیں تمہیں سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ رب تعالیٰ ہم پر مہربان ہے کیونکہ ہم اس کے مطیع ہیں اور وہ رحمٰن ہے ۱۰۔ یعنی موت کے وقت، کیونکہ ہر کافر مرتے وقت حقانیت اسلام مان لیتا ہے مگر اس وقت کا ماننا کام نہیں آتا ۱۱۔ یعنی تمہارے کنوؤں، دریاؤں کے پانی، جو تمہارے قبضہ میں دیا گیا ہے۔ یا تمہاری آنکھ منہ پیٹ کا پانی خشک ہو جائے یا تمہارے عشق الٰہی و محبت مصطفوی کا پانی خشک ہو جائے جو تمہارے اعمال کی مٹی میں مل کر مرشد کی نگاہ سے تمہیں عارف وغیرہ بناتا ہے تو پھر کس میں طاقت ہے جو تمہیں یہ پانی بخشے ۱۲۔ اس سورۃ کا نام سورہ قلم ہے یا سورہ نون، یہ مکیہ ہے، قلم سے مراد یا تو وہ قلم ہے جس نے لوح محفوظ پر تاقیامت سارے واقعات لکھ دیئے جس کا طول

بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَ اِنَّكَ لَعَلٰی

مجنون نہیں ۱ اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے ۲ اور بیشک تمہاری خوبو بڑی

خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَ یُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۵﴾ بِاَىیِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾

شان کی ہے ۳ تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ لوگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے ۴ کہ تم میں

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۪ وَ هُوَ اَعْلَمُ

کون مجنون تھا بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اسکی راہ سے بہکے اور وہ خوب جانتا

بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ

ہے جو راہ پر ہے ۵ تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا ۶ وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو

فَیُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ ۙ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ

۷ تو وہ بھی نرم پڑ جائیں اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ۸ ذلیل بہت طعنے

بِنَمِیْمٍ ۙ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ۙ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ

دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا بھلائی سے بڑا روکنے ۹ والا گنہگار درشت خو اس

زَنِیْمٍ ۙ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِیْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا

سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا ۱۰ اس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے ۱۱ جب اس پر

قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾

ہماری آیتیں پڑھی جائیں کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں ۱۲ قریب ہے کہ ہم اسکی سور کی سی

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَیَصْرِمُنَّهَا

تھوتھنی پر داغ دیں گے ۱۳ بیشک ہم نے انہیں جانچا ۱۴ جیسا اس باغ والوں کو جانچا تھا ۱۵ جب

مُصْبِحِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَا یَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَیْهَا طَآىٕفٌ

انہوں نے قسم کھائی کہ ضرور صبح ہوتے اس کھیت کو کاٹ لیں گے ۱۶ اور انشاء اللہ نہ کہا تو اس پر تیرے

مِّنْ رَّبِّكَ وَ هُمْ نَآىٕمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ ﴿۲۰﴾

رب کی طرف سے ایک پھیری کر گیا ۱۷ اور وہ سوتے تھے تو صبح رہ گیا جیسے پھل ٹوٹا ہوا ۱۸

Page-901.bmp

(بقیہ صفحہ ۹۰۰) آسمان و زمین کے برابر ہے یا کراماً کاتبین کے قلم جس سے وہ لوگوں کے اعمال لکھتے ہیں' یا علماء دین کے قلم جن سے وہ حضور کی نعت' رب کی حمد' دینی مسائل و فتاویٰ لکھتے ہیں' صوفیاء فرماتے ہیں کہ قلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک ہے جو کن کی کنجی ہے اس کی لذیذ تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھیں ۱۳۔ کراماً کاتبین کے لکھے کی قسم' یا علماء دین کی تحریر کی قسم جس سے وہ دین کی خدمت کرتے ہیں

۱۔ یا اپنے رب کی نعمت کی وجہ سے مجنون نہیں' کیونکہ نبوت اور جنون کا اجتماع ناممکن ہے نبی پر جہان کے ایمان کا بوجھ ہے وہ مجنون ہوں تو عالم تباہ ہو جائے' جیسے انجن کا ڈرائیور' قیمتی موتی قیمتی ڈبیہ میں رکھا جاتا ہے۔ ۲۔ اس لئے کہ تمام امت کی نیکیوں کا ثواب آپ کو ہے. کیونکہ یہ نیکیاں آپ نے سکھائی ہیں' اور آپ کا دین منسوخ نہ ہو گا' لہٰذا آپ کا ثواب بند نہ ہو گا' یا آپ کو جو ثواب ملے گا۔ اس میں کسی کا آپ پر احسان نہیں' بلکہ سب پر آپ کا احسان ہے ۳۔ حضور کا خلق قرآن ہے' یہ قرآن خاموش ہے اور حضور جیتے جاگتے بولتے ہوئے قرآن ہیں۔ معلوم ہوا کہ کوئی بھی حضور کے اخلاق کماحقہٗ بیان نہیں کر سکتا' کیونکہ وہ عظیم ہیں' خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں کو قلیل فرمایا کہ فرمایا قل متاع الدنیا قلیل اس کے باوجود کوئی شخص دنیا کی نعمتیں شمار نہیں کر سکتا۔ فرماتا ہے۔ وان تعدوا نعمت اللہ لاتحصوھا جب قلیل کو شمار کرنا غیر ممکن ہے تو جسے رب تعالیٰ عظیم کہے اسے شمار کرنے کی کس میں طاقت ہے۔ ۴۔ یعنی جو کچھ غیب کی خبریں آپ نے دی ہیں' ان میں سے بہت کفار بھی دیکھ لیں گے' اور اے محبوب آپ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے حضور تو سب کچھ آج بھی دیکھ رہے ہیں مگر یہاں ظہور کا دیکھنا مراد ہے ۵۔ تو جس کو بتائے اس کو بھی اس کے بتانے سے علم ہو گا جیسے کاتب تقدیر فرشتہ اور دابۃ الارض اور آدم علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اللہ تعالیٰ نے ضال اور مہدی کا علم دیا' نیز حضور کی ذات اخلاص و نفاق کی کسوٹی ہے جو انہیں مجنون کہے وہ گمراہ ہے جو تعریفیں کرے وہ ہدایت پر ہے۔جیسے آدم علیہ السلام ملائکہ اور شیطان کی عبادات کی کسوٹی ہوئے ۶۔ اس میں بظاہر حضور کو خطاب ہے لیکن درحقیقت مسلمانوں کو سنانا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی بے دین کی دینی اطاعت کرنا یا کفر ہے یا حرام الاعند الاکراہ ۷۔ (شان نزول)۔ سرداران قریش حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے کہ اگر آپ کو کوئی بیماری ہے' تو ہم اس کا علاج کرا دیں' اگر دنیاوی عیش و عشرت کی خواہش ہے تو اس کا سارا سامان مہیا کر دیں' اگر کچھ نہیں تو آپ صرف ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں تو ہم بھی آپ سے تعرض نہ کریں' اس پر یہ آیت کریمہ اتری (تفسیر عزیزی) اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو دین میں پختہ ہونا چاہیے دین میں پلپلے پن کا نام مداہنت ہے ذاتی حالات میں اچھے برتاؤ کا نام اخلاق ہے' آج ہم دین میں نرم اور نفسانی معاملات میں سخت ہیں ۸۔ (شان نزول) یہ آیات ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئیں جو حضور کو مجنون کہتا تھا' قرآن کریم نے اس کے دس عیب بیان فرمائے آخر میں فرمایا کہ وہ حرامی ہے۔ معلوم ہوا کہ رب ستار العیوب ہے' لیکن جو اس کے محبوب کو عیب لگائے رب اس کی پردہ دری کر دیتا ہے ۹۔ ولید بن مغیرہ اپنے اہل و عیال سے کہتا تھا کہ اگر تم اسلام لائے تو تمہیں اپنے مال سے محروم کر دوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اچھی باتوں سے روکنا ولید بن مغیرہ کا شیوہ ہے آج بھی بعض لوگ جوئے' سینما' شراب سے نہیں روکتے' ہاں میلاد شریف' بزرگان دین کا ختم

(بقیہ صفحہ ۹۰۱) انہیں بہت کھٹکتا ہے' یہ ہے منع خیر ۱۰۔ یعنی بد مزاج اور بدزبان معلوم ہوا کہ یہ دونوں عیب کفار کے ہیں مومنوں کو ان سے دور رہنا چاہیے' طبیعت نرم رکھیں' زبان نہایت شیریں ۱۱۔ یعنی حرام کا بچہ' حرامی' ولد الزنا' اس آیت کے نزول پر ولید اپنی ماں کے پاس پہنچا' اور بولا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دس عیوب بیان فرمائے نو کو تو میں اپنے اندر پاتا ہوں دسویں کی تجھے خبر ہے سچ بتا میں حرامی ہوں یا حلالی' سچ کہنا ورنہ تیری گردن مار دوں گا' تب اس کی ماں بولی' کہ تیرا باپ نامرد تھا' مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے بعد اس کا مال غیر لے جائیں گے تب میں نے فلاں چرواہے کو بلالیا' تو اس سے پیدا ہوا (خزائن و روح و تفسیر صاوی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں حضور سے عناد ہو اور حضور کی بدگوئی اس کا مشغلہ ہو وہ حرامی ہوتا ہے ۱۲۔ یعنی اس کی تمام اکڑ مال اور اولاد کے بل بوتے پر ہے' ان آیات سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے حبیب کا بدلہ خود لیتا ہے ایک کے بدلے دس سناتا ہے۔ ۱۳۔ یہ ولید خبیث قرآن کریم سن کر کہتا تھا کہ یہ گھڑی ہوئی باتیں ہیں ان پر کان نہ دھرو ۱۴۔ یعنی قیامت میں ولید کا منہ سور کا سا ہو گا' جس پر خاص داغ ہو گا' تمام اہل محشر پہچان لیں گے کہ محبوب کے بدگو کا منہ یہ ہے' ولید بدر سے پہلے مرگیا تھا ۱۵۔ یعنی ہم نے مکہ والوں پر حضور کی دعا سے سخت قحط بھیجا' جس میں وہ مردار تک کھا گئے ۱۶۔ اس باغ کا نام ضروان تھا جو ملک یمن میں صنعاء سے دو کوس فاصلہ پر تھا' اس کا مالک ایک سخی آدمی تھا' جب پھل توڑنے کا وقت آتا تو منادی کر کے فقراء کو جمع کر لیتا' بہت حصہ فقراء کو تقسیم کر دیتا کھیت کی پیداوار میں بھی دسواں حصہ مساکین کو دیتا تھا' جس سے اس کے مال میں بڑی برکت تھی' اس کے بعد اس کے تین بیٹے وارث ہوئے' جو کنجوس تھے' انہوں نے باغ پکنے پر آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے کنبے بہت ہیں پھل تھوڑے ہیں' اگر ہم بھی باپ کی طرح سخاوت کریں گے' تو فقیر ہو جائیں گے' چلو صبح تڑکے ہی پھل توڑ لیں' کسی فقیر کو خبر نہ ہونے دیں' ان آیات میں یہ قصہ مذکور ہے' یہ واقعہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا' آپ کے آسمان پر جانے کے قریب' ۱۷۔ یعنی صبح ہی دنیا کے کام میں مشغول ہو جائیں گے بغیر ذکر خدا کئے اور اپنے باپ کی نیک رسم بند کر دیں گے انہوں نے مال سے رب کے نام کا حصہ نہ نکالا یہ بھی گناہ ہے برائی کرنے پر قسم کھائی یہ بھی گناہ' انشاء اللہ نہ کہا یہ بھی قصور کہ اپنے پر اعتماد ہے ۱۸۔ رات میں باغ پر آفت ناگہانی آئی جو سب کچھ تباہ کر گئی ۱۹۔ جس میں کوئی پھل باقی نہ رہا' مگر انہیں کچھ خبر نہ ہوئی

فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ﴿۲۱﴾ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن
پھر انہوں نے صبح ہوتے ایک دوسرے کو پکارا کہ تڑکے اپنی کھیتی کو چلو

كُنتُمْ صَارِمِينَ ﴿۲۲﴾ فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ﴿۲۳﴾ أَن
اگر تمہیں کاٹنی ہے تو چلے اور آپس میں آہستہ آہستہ کہتے جاتے تھے کہ ہرگز

لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿۲۴﴾ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ
آج کوئی مسکین تمہارے باغ میں آنے نہ پائے اور تڑکے چلے اپنے اس ارادہ پر

قَادِرِينَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ
قدرت سمجھتے پھر جب اسے دیکھا بولے بے شک ہم راستہ بہک گئے بلکہ ہم

مَحْرُومُونَ ﴿۲۷﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا
بے نصیب ہوئے ان میں جو سب سے غنیمت تھا بولا کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ تسبیح

تُسَبِّحُونَ ﴿۲۸﴾ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿۲۹﴾ فَأَقْبَلَ
کیوں نہیں کرتے بولے پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہم ظالم تھے اب ایک

بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ ﴿۳۰﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا
دوسرے کی طرف ملامت کرتا متوجہ ہوا بولے ہائے خرابی ہماری بیشک ہم

طَاغِينَ ﴿۳۱﴾ عَسَىٰ رَبُّنَا أَن يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا إِنَّا إِلَىٰ
سرکش تھے امید ہے ہمیں ہمارا رب اس سے بہتر بدل دے ہم اپنے رب کی طرف

رَبِّنَا رَاغِبُونَ ﴿۳۲﴾ كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ
رغبت لاتے ہیں مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے

أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۳۳﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ
بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے بیشک ڈر والوں کے لئے انکے رب کے پاس

جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿۳۴﴾ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ﴿۳۵﴾
چین کے باغ ہیں کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کر دیں

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ صبح سویرے ہی بغیر اللہ کا ذکر کئے ہوئے دنیاوی کام میں لگ جانا غافلوں کا کام ہے' عاقل مومن کو چاہیے کہ صبح سویرے پہلے اللہ کی یاد کرے پھر دنیاوی کام شروع کرے جس کی ابتداء اچھی ہے اس کی انتہاء بھی اچھی ہے اسی لئے اسلام میں فجر کی نماز اور بعد نماز تلاوت و ذکر وغیرہ ہے۔ ۲۔ تاکہ کوئی فقیر نہ سن لے اور خیرات لینے کے لئے حسب دستور باغ میں پہنچ جائے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی کام کو جائے تو خدا کا ذکر کرتے ہوئے اور نیک ارادے سے جائے' ان کے ارادے برے تھے جس کا انجام برا ہوا ۴۔ وہ لوگ پہلے تو سمجھے کہ ہم بہک کر دوسری جگہ آ گئے ہیں ہمارا باغ ایسا اجڑا ہوا نہ تھا پھر غور سے دیکھ کر بولے کہ نہیں ہم راہ نہیں بھولے' بلکہ باغ ہی برباد ہو چکا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ گناہ بھی گناہ ہے اور گناہ پر عذاب الٰہی دنیا میں بھی آ جاتا ہے' پیداوار کی زکوٰۃ واجب ہے ۶۔ کہ ہم نے اپنے مرحوم باپ کی رسم خیر بند کرنا چاہی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے اچھے مراسم

(بقیہ صفحہ ۹۰۲) زندہ رکھنے چاہئیں' ورنہ رب کی رحمت سے محروم ہو جاؤ گے' ختم بزرگان' ایصال ثواب' میلاد شریف' گیارہویں شریف بزرگوں کی مراسم ہیں ۷۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو ملامت کرتا تھا کہ تو نے مجھے یہ برا مشورہ دیا تھا' آخر کار بولے کہ ہم سب قصوروار ہیں ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ باپ دادوں کی نیک رسمیں بند کرنا خرابی کا باعث ہے اور سرکشی ہے' دوسرے یہ کہ اپنے جرم کا اقرار کرلینا توبہ ہے ۹۔ رب نے انہیں اس توبہ سے پہلے بھی بہتر باغ دیا' جس کا نام باغ حیوان تھا جس میں بہت پھل آتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ توبہ رب کی رحمت کی زیادتی کا سبب ہے (عمل) اگر کسی کو نقصان پہنچا ہو اور وہ ہر نماز

مَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾

تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو ۱؎ کیا تمہارے لئے کوئی کتاب ہے اس میں پڑھتے ہو

اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا

کہ تمہارے لئے اس میں جو تم پسند کرو ۲؎ یا تمہارے لئے ہم پر کچھ قسمیں ہیں قیامت

بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ

تک پہنچتی ہوئی ۳؎ کہ تمہیں ملے گا جو کچھ دعویٰ کرتے ہو ۴؎ تم ان سے پوچھو

اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ

ان میں کون سا اس کا ضامن ہے ۵؎ یا ان کے پاس کچھ شریک ہیں ۶؎ تو اپنے شریکوں کو لیکر آئیں

اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ

اگر سچے ہیں ۷؎ جس دن ایک ساق کھولی جائے گی ۸؎ (جس کے معنی اللہ ہی جانتا ہے)

اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ

اور سجدہ کو بلائے جائیں گے ۹؎ تو نہ کر سکیں گے ۱۰؎ نیچی نگاہیں کئے ہوئے ۱۱؎ ان پر

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ

خواری چڑھ رہی ہوگی ۱۲؎ اور بیشک دنیا میں سجدہ کے لئے بلائے جاتے تھے ۱۳؎ جب

سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۭ

تندرست تھے ۱۴؎ تو جو اس بات کو جھٹلاتا ہے اسے مجھ پر چھوڑ دو ۱۵؎

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ

قریب ہے کہ ہم انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی ۱۶؎ اور میں انہیں

اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْــَٔـلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ

ڈھیل دوں گا بیشک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے یا تم ان سے اجرت مانگتے ہو ۱۷؎ کہ وہ

مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ

چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں ۱۸؎ یا ان کے پاس غیب ہے کہ وہ لکھ رہے ہیں ۱۹؎ تو تم اپنے رب کے

Page-903.bmp

کے بعد یہ آیت اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ پہلے سے بہتر ملے گا ۱۰۔ اے کفار مکہ' لہٰذا ہوش سے کام لو اپنا انجام سوچ لو' ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کفار پر دنیاوی عذاب آجانا ان کے اخروی عذاب کو کم نہ کردے گا اور دنیا کا عذاب خواہ کتنا ہی بڑا ہو آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے آخرت کا عذاب بہت سخت ہے' اللہ کی پناہ ۱۲۔ اور اس قحط سے عبرت پکڑتے جیسے ضروان والوں نے باغ کی بربادی دیکھ کر فوراً توبہ کرلی ۱۳۔ یہاں متقین اور ڈر والوں سے مراد مومنین ہیں' تقویٰ کے بہت درجے ہیں' پہلا درجہ جسے تقویٰ عامہ کہتے ہیں وہ ہر مسلمان کو حاصل ہے کہ وہ رب سے صحیح معنی میں ڈرتا ہے تو ایمان لاتا ہے' دوسرا درجہ جسے تقویٰ خاص کہتے ہیں وہ نیک کار مومنوں کو حاصل ہے' تیسرا درجہ جسے خاص الخاص کہتے ہیں وہ حضرات اولیاء اللہ کو نصیب ہوتا ہے پھر جیسا تقویٰ ویسی اس کی جزاء اور ویسے ہی جنت میں اس کے درجات' یہ آیت تمام قسم کے متقیوں کو شامل ہے' اس لئے اس کی بہت تفسیریں ہیں ۱۴۔ یعنی آخرت میں قبر سے اٹھنے کے بعد' آخرت کو عِنْدَ رَبِّهِمْ اس لئے فرمایا کہ وہاں کسی کی ظاہری حکومت نہ ہوگی' رب فرماتا ہے۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۱۵۔ ایک ایک جنتی کو کئی کئی باغ دیئے جائیں گے' جہاں نہ بیماری ہوگی نہ موت' نہ دشمنی اور نہ کوئی مصیبت' حقیقی چین وہاں نصیب ہوگا' لِلْمُتَّقِيْنَ کے لام سے معلوم ہوا کہ وہ باغ اہل جنت کی ملک ہوں گے ۱۶۔ معلوم ہوا کہ مجرم اور مسلم برابر نہیں تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں فرق مراتب پر ایمان کا دارومدار ہے' خیال رہے کہ یہاں مجرم سے مراد کفار ہیں' کیونکہ انکا مقابلہ مسلم سے ہے

۱۔ (شان نزول) کفار مکہ کہتے تھے کہ اگر ہم مرنے کے بعد اٹھائے بھی گئے' تو بھی ہم تم سے اچھے رہیں گے کیونکہ دنیا میں ہم امیر ہیں تم غریب اس کی تردید میں یہ آیات نازل ہوئیں جن میں فرمایا گیا کہ آخرت کو دنیا پر قیاس نہ کرو' کھیت میں دانے اور بھوسہ ایک ہی جگہ ہوتا ہے مگر گاہنے کے بعد بھوسہ کی جگہ اور ہے اور دانوں کی جگہ اور ۲۔ یعنی اے کافرو تم یہ غیبی خبر کہاں سے دے رہے ہو کہ آخرت میں تم مسلمانوں سے اچھے رہو گے وہ کونسی آسمانی کتاب اتری جس میں یہ لکھا ہے ۳۔ یعنی اے بیوقوفو کیا ہم تمہارے متعلق قسم اٹھا چکے ہیں کہ تم خواہ کچھ بھی کرو تمہیں جنت ہی دیں گے' جس قسم سے مجبور ہو کر تمہیں جنت ہی دی جائے' معلوم ہوا کہ گناہ کر کے جنت کی امید رکھنا کفار کا طریقہ ہے' گناہوں پر ندامت رحمت ہی سے امید چاہیے ۴۔ کفر کے باوجود جنت اور اللہ کی رحمت ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ مومنوں کی جزاء کے بفضل پروردگار پیغمبر ضامن ہیں۔ کفار کی جزاء کا ضامن کوئی نہیں مومن و کافر کے اعمال میں یہ ہی فرق ہے کافر لاوارث ہے مومن ولی و وارث والا ہے ۶۔ جو انہیں ہم سے جنت دلوا دیں وہ اگرچہ کفر ہی کرتے رہیں ۷۔ یعنی وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ وہ

(بقیہ صفحہ ۹۰۳) جھوٹے ہیں محض ضد میں یہ باتیں کرتے ہیں ۸۔ یعنی ایسی شدت ہوگی کہ گھبراہٹ میں لوگوں کی پنڈلیاں کھل جائیں گی' یا رب تعالیٰ اپنی ساق قدرت لوگوں پر ظاہر فرمادے گا ۹۔ یہ سجدہ تکلیفی نہ ہوگا' کیونکہ قیامت میں کوئی مکلف نہیں بلکہ یہ سجدہ مخلص و منافق کی پہچان کے لئے ہوگا' اس سے معلوم ہوا کہ وہاں وہی سجدہ کر سکے گا جو دنیا میں عبادت گزار اور فرمانبردار رہا ہو گا ۱۰۔ قیامت میں کفار کا ہر گروہ اپنے باطل معبود کے ساتھ دوزخ میں بھیج دیا جائے گا مومن و منافق کھڑے رہ جائیں گے ۱۱۔ شرم و ندامت سے یا تجلی الٰہی کی تاب نہ لا سکنے کی وجہ سے (روح و عزیزی) معلوم ہوا کہ مومن دیدار الٰہی کریں گے' منافق نہ کر سکیں گے' ۱۲۔ منہ کالے ہو جائیں گے بلکہ تمام جسم پر ذلت و خواری کے آثار نمودار ہوں گے جس سے ان کا نفاق ظاہر ہو گا رب کی پناہ ۱۳۔ کہ موذن حی علی الصلوٰۃ پکارتا تھا۔ مگر یہ حاضر نہ ہوتے تھے معلوم ہوا کہ جماعت بھی واجب ہے اور مسجد میں حاضری بھی لازم' بلا عذر گھر میں نماز پڑھ لینا یا اکیلے پڑھ لینا منافق کی علامت ہے' جس کی یہ سزا ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ مجبوری و بیماری میں جماعت اور مسجد کی حاضری معاف ہے جس پر پکڑ نہیں نیز تندرستی میں عبادت نہ کرنا محرومی ہے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ کافر کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اسے دینی آزادی دی جاتی ہے' رب فرماتا ہے۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۱۶۔ کہ انہیں باوجود کفر و گناہ کے دنیاوی نعمتیں بخشیں گے جس سے یہ اور زیادہ غافل ہو کر گناہ کریں گے معلوم ہوا کہ جو مال و دولت غفلت پیدا کرے وہ رب کا عذاب ہے اللہ بچائے ۱۷۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام تبلیغ نبوت پر کبھی مخلوق سے اجرت نہیں مانگتے انہیں رب اجر دیتا ہے' ہاں امت پر لازم ہے کہ ان کا شکریہ ادا کرے' درود شریف پڑھنا' حضور کے قرابت داروں اور عرب والوں سے محبت مدینہ پاک کی تعظیم کرنا شکریہ ہے' اجرت نہیں شکریہ ادا کرنا سعادتمندی کی علامت ہے ۱۸۔ یعنی ان کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں ایمان پر کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے اور وہ کنجوس ہیں بلکہ صرف ازلی بدبختی اس نعمت سے روکتی ہے ۱۹۔ یعنی یہ لوگ آپ سے بے نیاز نہیں کیونکہ ان کے سامنے لوح محفوظ نہیں جس سے علوم غیبیہ معلوم کر کے خود ہدایت پالیں اور قرآن کی طرح آسمانی کتاب تیار کر لیں' یہاں غیب سے مراد لوح محفوظ ہے اور لکھنے سے مراد آسمانی کتاب ہدایت کے لئے لکھنا ہے۔

لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ

حکم کا انتظار کرو ۱ اور اس مچھلی والے کی طرح نہ ہونا جب اس حال میں پکارا کہ اس کا دل

مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ

گھٹ رہا تھا ۲ اگر اس کے رب کی نعمت اس کی خبر کو نہ پہنچ جاتی ۳ تو ضرور میدان پر پھینک

وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾

دیا جاتا الزام دیا ہوا ۴ تو اسے اس کے رب نے چن لیا اور اپنے قرب خاص کے سزا واروں میں کر لیا

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا

۵ اور ضرور کافر تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا اپنی بد نظر لگا کر تمہیں گرا دیں گے ۶ جب قرآن

الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

سنتے ہیں ۷ اور کہتے ہیں یہ ضرور عقل سے دور ہیں ۸ اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لئے ۹

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیاتہا ۵۲ رکوعاتہا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْحَآقَّةُ ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۳﴾ كَذَّبَتْ

وہ حق ہونے والی ۱ کیسی وہ حق ہونے والی اور تم نے کیا جانا کیسی وہ حق ہونے والی ۲

ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾

ثمود اور عاد نے اس سخت صدمہ دینے والی کو جھٹلایا ۳ تو ثمود تو ہلاک کئے گئے حد سے گزری ہوئی

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ

چنگھاڑ سے ۴ اور رہے عاد وہ ہلاک کئے گئے نہایت سخت گرجتی آندھی سے ۵ وہ ان پر

سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا

قوت سے لگا دی سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار ۶ تو ان لوگوں کو ان میں دیکھو بچھڑے

صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿۷﴾ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ

ہوئے ۷ گویا وہ کھجور کے ڈنڈ ہیں گرے ہوئے ۸ تو تم ان میں کسی کو بچا ہوا

۱۔ آیات جہاد آنے کا اس صورت میں یہ آیت حکم جہاد سے منسوخ ہے یا رب کے عذاب آنے کا بعض کفار پر' اور توبہ کی توفیق ملنے کا بعض کو' تب یہ آیت محکم ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ بزرگان دین حتیٰ کہ انبیاء کرام کی خطاؤں میں پیروی نہ کی جائے اور نہ ان خطاؤں کو سنت کہا جا سکتا ہے اسی لئے حدیث پاک میں ارشاد ہوا عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ یہ نہ فرمایا عَلَيْكُمْ بِحَدِيْثِيْ کیونکہ حدیث تو حضور کے ہر قول و فعل کو کہا جائے گا خواہ خصائص میں سے ہو مگر سنت صرف انہی کو کہا جائے گا جن کی پیروی کی جائے' اس لئے رب نے فرمایا فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ خطائیں ھدیٰ میں داخل نہیں' آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب آپ یونس علیہ السلام کی طرح قوم کے معاملہ میں جلدی نہ کریں ۳۔ یعنی اپنی قوم پر غم و غصہ کی وجہ سے' اس حالت میں انہوں نے قوم کے لئے دعا عذاب فرمائی' خیال رہے کہ یونس علیہ السلام کا یہ غم و غصہ رب کے لئے تھا نہ کہ اپنے لئے اس غصہ پر عتاب نہ ہوا بلکہ جلدی فرمانے پر محبوبانہ عتاب آیا ۴۔ یعنی رحمت الٰہی نے مچھلی کے پیٹ میں ان کی دستگیری کی کہ ان کی تسبیح و تہلیل و دعا کی برکت سے اس کے پیٹ کو آرام دہ روشن کمرہ بنا دیا اور وہاں سے باہر آنے پر ان پر سبزہ اگا دیا' ہرنی کو خدمت کے

باقی صفحہ ۹۷۱ پر

مِنۡۢ بَاقِيَةٍ ﴿٨﴾ وَجَآءَ فِرۡعَوۡنُ وَمَنۡ قَبۡلَهٗ وَالۡمُؤۡتَفِكٰتُ

دیکھتے ہو لے اور فرعون اور اس سے اگلے اور الٹنے والی

بِالۡخَاطِئَةِ ﴿٩﴾ فَعَصَوۡا رَسُوۡلَ رَبِّهِمۡ فَاَخَذَهُمۡ اَخۡذَةً

بستیاں ٢ خطا لائے تو انہوں نے اپنے رب کے رسولوں کا حکم نہ مانا ٣ تو اس نے انہیں

رَّابِيَةً ﴿١٠﴾ اِنَّا لَمَّا طَغَا الۡمَآءُ حَمَلۡنٰكُمۡ فِى الۡجَارِيَةِ ﴿١١﴾

بڑھی چڑھی گرفت سے پکڑا بے شک جب پانی نے سر اٹھایا تھا ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کیا ٤

لِنَجۡعَلَهَا لَكُمۡ تَذۡكِرَةً وَّتَعِيَهَاۤ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾ فَاِذَا نُفِخَ

کہ اسے تمہارے لئے یادگار کریں ٥ اور اسے محفوظ رکھے وہ کان کہ سن کر محفوظ رکھتا ہو ٦

فِى الصُّوۡرِ نَفۡخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ وَّحُمِلَتِ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ

پھر جب صور پھونک دیا جائے ایک دم ٧ اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر

فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوۡمَئِذٍ وَّقَعَتِ الۡوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾

دفعتاً چورا کر دیئے جائیں ٨ وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی ٩

وَانۡشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوۡمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿١٦﴾ وَّالۡمَلَكُ عَلٰٓى

اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن اس کا پتلا حال ہوگا ١٠ اور فرشتے اس کے کناروں پر

اَرۡجَآئِهَا ؕ وَيَحۡمِلُ عَرۡشَ رَبِّكَ فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾

کھڑے ہوں گے ١١ اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے ١٢

يَوۡمَئِذٍ تُعۡرَضُوۡنَ لَا تَخۡفٰى مِنۡكُمۡ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ

اس دن تم سب پیش ہوگے ١٣ کہ تم میں کوئی چھپنے والی جان چھپ نہ سکے گی ١٤ تو وہ جو اپنا

كِتٰبَهٗ بِيَمِيۡنِهٖ ۙ فَيَقُوۡلُ هَآؤُمُ اقۡرَءُوۡا كِتٰبِيَهۡ ﴿١٩﴾ اِنِّىۡ ظَنَنۡتُ

نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا ١٥ کہے گا لو میرے نامۂ اعمال پڑھو ١٦ مجھے یقین

اَنِّىۡ مُلٰقٍ حِسَابِيَهۡ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِىۡ جَنَّةٍ

تھا کہ میں اپنے حساب کو پہنچوں گا ١٧ تو وہ من مانتے چین میں ہے ١٨ بلند باغ

١۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ اگلی پچھلی چیزوں کو ملاحظہ فرماتی ہے کیونکہ قوم عاد کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تم دیکھ رہے ہو حالانکہ یہ واقعہ بہت پہلے کا ہے ٢۔ قوم لوط کی بستیاں جن کا تختہ الٹ دیا گیا' یہ کل پانچ تھیں' صعید' صعدہ' عمرہ' دوا' سدوم (روح) ٣۔ دنیا میں اسی قوم پر عذاب آیا جس نے رسول کی نافرمانی کی' فقط خدا کی نافرمانی پر عذاب نہ آیا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا یہاں ان کی ہلاکت کو نبی کی نافرمانی پر مبنی فرمایا کہ چونکہ انہوں نے رسول کی نافرمانی کی لہٰذا وہ ہلاک ہوئے ٤۔ خیال رہے کہ باپ دادوں پر احسان اولاد پر احسان ہے' کفار عرب خود کشتی میں سوار نہ ہوئے تھے مگر چونکہ یہ لوگ ان کی اولاد تھے جو اس کشتی میں سوار ہوئے' لہٰذا فرمایا گیا کہ تمہیں سوار کیا' حضور کی تشریف آوری ہم سب پر احسان ہے ٥۔ معلوم ہوا کہ اہم واقعات کی یادگار قائم کرنا بہتر ہے لہٰذا حضور کی پیدائش کی یادگار منانا اچھا ہے' عیسٰی علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ مولیٰ ہم پر غیبی دسترخوان نازل فرما۔ جو ہمارے اگلوں پچھلوں کے لئے عید ہو۔ ٦۔ یعنی ان واقعات کو سن کر وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو انہیں یاد رکھیں اور عبرت پکڑیں ٧۔ یہ آیت اور اس جیسی آیات صوفیاء کرام کے دم درود کی اصل ہیں' جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونکا' رب نے آدم علیہ السلام میں روح پھونکی' قیامت میں صور پھونکا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ فیض دینے کے لئے پھونکنا سنت الٰہیہ اور سنت ملائکہ ہے لہٰذا اب بھی مشائخ کرام کچھ پڑھ کر دم کرتے ہیں ٨۔ اس نفخہ سے مراد صور کا پہلا نفخہ ہے' جس سے تمام زندے مردہ ہو جائیں گے پھر سارے عالم میں انقلاب رونما ہو جائے گا ٩۔ قیامت قائم ہو جائے گی' یہ عام موت ابتداء قیامت ہو گی ١٠۔ یعنی آسمان باوجود اس قدر مضبوط ہونے کے اس دن نہایت ضعیف و کمزور ہو گا ١١۔ یعنی آسمانی فرشتے آسمان پھٹنے پر کناروں پر کھڑے ہو جائیں گے' پھر رب کے حکم سے زمین پر اتر کر اس کا احاطہ کر لیں گے ١٢۔ یعنی آٹھ فرشتے یا ان کی آٹھ صفیں' اس سے پہلے حاملین عرش چار تھے قیامت میں آٹھ کر دیئے جائیں گے' اس کی حکمت رب جانتا ہے دنیا میں رب تعالیٰ کی چار صفتوں کا ظہور ہے' علم' قدرت' ارادہ' حکمت' قیامت میں ان چار صفات کے ساتھ اور چار صفات کا بھی ظہور ہو گا' اظہار کمال' قدس عدل (عزیزی) ١٣۔ قیامت میں بندوں کی تین پیشیاں ہوں گی' پہلی دو پیشیوں میں عذر و معذرت اور توبیخ و جھڑک ہو گی' تیسری پیشی میں نامۂ اعمال تقسیم ہو جائیں گے' کسی کو داہنے ہاتھ میں' کسی کو بائیں ہاتھ میں ١٤۔ یعنی کوئی شخص رب سے چھپ نہ سکے گا' سب کو حاضر بارگاہ ہونا پڑے گا' یا کوئی شخص اپنے نیک اعمال و بداعمال اپنی قوت سے چھپا نہ سکے گا' ہاں رب تعالیٰ کی شان ستاری' ہم گنہگاروں کی پردہ پوشی فرمائے تو اس کی مہربانی و عنایت ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ١٥۔ جس سے اسے اپنے جنتی ہونے کا یقین ہو جائے ١٦۔ یعنی خوشی کی وجہ سے اپنے اعمال نامے اپنے دوستوں' قرابت داروں سے پڑھوائے گا۔ جیسے آج خوشی کا خط آ جائے تو خود بھی پڑھتے ہیں اور لوگوں سے بھی پڑھواتے ہیں' معلوم ہوا کہ دنیا میں قرآن خود بھی پڑھنا چاہیے اور لوگوں سے بھی پڑھوا کر سننا چاہیے' کیونکہ اس میں لذت آتی ہے' خوشی ہوتی ہے یہ یار کا پیغام اور اس کا خط ہے ١٧۔ یہاں ظن۔ معنی یقین ہے یعنی مجھے دنیا میں یقین تھا کہ قیامت میں میرا حساب ہو گا' اسی لئے میں نے اس کی تیاری کر لی تھی' حساب دینے سے پہلے اپنا حساب خود کر لیا تھا ١٨۔ قیامت میں بھی چین و آرام میں ہو گا' اور جنت میں پہنچ کر بھی

ا۔ کھڑے بیٹھے' لیٹے' ہر طرح آسانی سے لئے جا سکیں گے ۲۔ یہاں کے کھانے پینے نہ بدہضمی کریں' نہ شریعت کے لحاظ سے منع' نہ کسی کا بار احسان ہے' خود تمہارے اپنے نیک اعمال کا بدلہ ہے بخلاف دنیا کے کھانے پینے کے' ۳۔ خیال رہے کہ مکلف نیک مسلمانوں کے لئے جنت خود اپنے اعمال کا بدلہ ہے' اور مسلمانوں کے نا سمجھ فوت شدہ بچے اور بعض مجھ جیسے گنہگاروں کے لئے ماں باپ یا کسی نیک کے اعمال کا بدلہ ہے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا کے نیک اعمال فائدہ مند ہیں' قبر و آخرت عمل کی جگہ نہیں ۴۔ یہ کفار کا حال ہو گا' کہ ان کے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے اور بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیئے

عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا بِمَآ أَسْلَفْتُمْ

میں جس کے خوشے جھکے ہوئے ۲ کھاؤ اور پیو رچتا ہوا ۳ صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں

فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُولُ

آگے بھیجا ۴ اور وہ جو اپنا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا ۵ کہے گا ہائے

يٰلَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يٰلَيْتَهَا

کسی طرح مجھے اپنا نوشتہ نہ دیا جاتا ۶ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ۷ ہائے کسی طرح

كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَآ أَغْنٰى عَنِّي مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّي

موت ہی قصہ چکا جاتی ۸ میرے کچھ کام نہ آیا میرا مال ۹ میرا سب زور

سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِي

جاتا رہا ۱۰ اسے پکڑو پھر اسے طوق ڈالو ۱۱ پھر اسے بھڑکتی آگ میں دھنساؤ ۱۲ پھر

سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ﴿٣٢﴾ إِنَّهٗ كَانَ

ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے ۱۳ اسے پرو دو ۱۴ بے شک وہ

لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿٣٤﴾

عظمت والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا ۱۵ اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہ دیتا ۱۶

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيمٌ ﴿٣٥﴾ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴿٣٦﴾

تو آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں ۱۷ اور نہ کچھ کھانے کو مگر دوزخیوں کا پیپ ۱۸

لَا يَأْكُلُهٗٓ إِلَّا الْخٰطِئُونَ ﴿٣٧﴾ فَلَآ أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ﴿٣٨﴾ وَمَا لَا

اسے نہ کھائیں گے مگر خطا کار ۱۹ تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو ۲۰ اور جنہیں تم نہیں

تُبْصِرُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿٤٠﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ

دیکھتے ۲۱ بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں ۲۲ اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں

قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾

کتنا کم یقین رکھتے ہو ۲۳ اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو ۲۴

ہوئے ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعد موت ہر شخص پڑھ سکتا ہے' اس لئے ہر جاہل بھی اپنا نامہ اعمال پڑھ لے گا' دوسرے یہ کہ بعد موت ہر ایک کی زبان عربی ہو گی' کہ نامہ اعمال عربی میں ہوں گے' اور سمجھ لئے جاویں گے سلطنت الٰہیہ کی سرکاری زبان عربی ہے' اسی لئے سوالات قبر آخرت کے حسابات سب عربی میں ہوں گے' اہل جنت کی زبان بھی عربی ہو گی ۶۔ یعنی کاش مجھے اپنے حساب و کتاب کی خبر ہی نہ ہوتی' ایسا حساب جاننے سے نہ جاننا بہتر تھا ۷۔ یعنی مجھے ایسی دائمی موت آ جاتی' جس کے بعد زندگی نہ ملتی' تاکہ میں یہ رسوائی اور عذاب نہ دیکھتا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کا مال قیامت میں کام آئے گا' صدقہ و خیرات' بلکہ جو میراث چھوڑی اس کا بھی انشاء اللہ اجر ملے گا۔ کافر کا نہ صدقہ خیرات کام آئے نہ دوسرا مال' کیونکہ یہ حسرت کافر کرے گا۔ اور کافروں کے عذاب سے اللہ مسلمانوں کو محفوظ رکھے گا ۹۔ یعنی دنیا میں کج بحثی' زبان درازی کا سارا زور ختم ہو گیا' معلوم ہوا کہ مومنوں کے دلائل کی قوت وہاں اور بھی زیادہ ہو جائے گی کیونکہ مومن جو کہتا تھا اس کا مشاہدہ ہو جائے گا ۱۰۔ اس طرح کہ اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے ملا کر طوق سے باندھو ۱۱۔ اس طرح کہ کنارہ جہنم پر کھڑا کر کے دھکا دیدو' خود گرے' دوزخ کی گہرائی ہماری عقل و وہم سے وراء ہے ۱۲۔ فرشتوں کے ہاتھ سے ستر ہاتھ' ان فرشتوں کے ہاتھ کی درازی ایسی ہے جیسے مکہ معظمہ اور کوفے کے درمیان کا فاصلہ (عزیزی از ابن عباس) ۱۳۔ معلوم ہوا کہ گلے میں طوق زنجیروں میں بندھنا' دوزخ میں گھسیٹ کر پھینکا جانا کفار کے لئے ہو گا ۱۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے خدا کا ماننا معتبر نہیں کیونکہ رب تعالیٰ سارے کافروں سے فرما رہا ہے کہ وہ خدا کو نہ مانتے تھے' حالانکہ بت کافر رب کو مانتے تھے' رسول کے منکر تھے ۱۵۔ یعنی نہ خود خیرات کرتا تھا' نہ لوگوں کو کہتا تھا ۱۶۔ معلوم ہوا کہ مومن کے دوست بھی کام آئیں گے اور مال بھی' کیونکہ ان کا کام نہ آنا کفار کا عذاب ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۱۷۔ کیونکہ کافر دنیا میں ہر حلال و حرام کھا جاتا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ دوزخیوں کی پیپ کھانا بھی کفار کا عذاب ہے اللہ تعالیٰ مسلمان گنہگار کو اس سے محفوظ رکھے گا ۱۸۔ عقیدے کے خطا کار یعنی کفار لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ۱۹۔ یعنی ظاہری چیزیں' جیسے دنیا' اجسام' سارا عالم شہادت اور اعمال ظاہری ۲۰۔ جیسے آخرت' ارواح' جنات و فرشتے اور سارا عالم غیب' یا مقبولوں کے خفیہ اعمال جن کی خبر خدا کے سوا کسی کو نہیں ۲۱۔ معلوم ہوا کہ سارا قرآن اللہ کی وہ باتیں ہیں جو اس نے اپنے رسول سے کیں' دوسروں نے حضور کی طفیل سنیں' اس لئے قرآن میں بعض وہ آیات ہیں جن کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہیں یعنی متشابہات' اس سے حضور کی شان معلوم ہوئی' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور بڑے سخی ہیں کہ رب نے

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ

اس نے اتارا ہے ۱؎ جو سارے جہان کا رب ہے ۲؎ اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر

الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾

کہتے ۳؎ ضرور ہم ان سے بقوت بدلہ لیتے ۴؎ پھر انکی رگ دل کاٹ دیتے ۵؎

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾

پھر تم میں کوئی انکا بچانے والا نہ ہوتا ۶؎ اور بیشک یہ قرآن ڈر والوں کو نصیحت ہے ۷؎

وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾

اور ضرور ہم جانتے ہیں کہ تم میں کچھ جھٹلانے والے ہیں ۸؎ اور بیشک وہ کافروں پر حسرت

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

ہے اور بیشک وہ یقینی حق ہے ۹؎ تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو ۱۰؎

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۴۴ رُكُوْعُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ﴿۲﴾

ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے ۱۱؎ جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹالنے والا

مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ

نہیں ۱۲؎ وہ ہوگا اللہ کی طرف سے جو بلندیوں کا مالک ہے ۱۳؎ ملائکہ اور جبریل ۱۴؎ اسکی بارگاہ کی طرف

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ

عروج کرتے ہیں ۱۵؎ وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے ۱۶؎ تو تم اچھی طرح صبر

صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ﴿۷﴾ يَوْمَ

کرو ۱۷؎ وہ اسے دور سمجھ رہے ہیں ۱۸؎ اور ہم اسے نزدیک دیکھ رہے ہیں ۱۹؎ جس دن

تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿۹﴾

آسمان ہوگا جیسی گلی چاندی ۲۰؎ اور پہاڑ ایسے ہلکے ہو جائیں گے جیسے اون

(بقیہ صفحہ ۹۰۶) انہیں کریم فرمایا اور بڑا سخی وہی ہوگا جو رب کی تمام نعمتوں کا مالک ہو‘ لہٰذا حضور ہر چیز کے مالک ہیں‘ رب فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے ہر نعمت مانگنا جائز ہے کیونکہ فقیر کریم سے مانگا ہی کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کسی بھکاری کو رد نہیں فرماتے‘ کیونکہ یہ کریموں کی شان سے بعید ہے‘ رب فرماتا ہے۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۲۲۔ کیونکہ نہ تو حضور شاعر ہیں‘ نہ کسی شاعر نے حضور کو یہ کلام بھیجا‘ یہ کفار کی اس بکواس کا رد ہے کہ حضور شاعر ہیں اور قرآن کریم شعر ہے‘ خیال رہے کہ ان کی مراد شعر سے ناول تھی‘ یعنی جھوٹا اور آراستہ کلام‘ نہ کہ وزن و قافیہ والا کلام‘ کیونکہ قرآن کریم منظوم نہیں ۲۳۔ کاہنوں کے کلام میں ایسی ہدایت نہیں ہوتی‘ تم نے بارہا ان کی بکواس سنی ہے تم بیوقوف کیوں ہو گئے۔

۱۔ آہستہ آہستہ ۲۳ سال کے عرصہ میں بذریعہ حضرت جبریل ۲۔ لہٰذا قرآن کریم سارے جہان کے لئے ہدایت ہے اور حضور سارے جہانوں کے رسول‘ وزیر اعظم کی وزارت ساری مملکت میں ہوتی ہے ۳۔ یعنی سارا قرآن تو کیا اگر ایک بھی غلط بات رب کی طرف منسوب کر دیتے ۴۔ یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹی بات بھی ہماری طرف منسوب کر دیتے تو ہم انہیں اس طرح ہلاک کر دیتے‘ ان کی ایسی ترقی نہ ہوتی‘ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے مدعی نبوت کا انجام برا ہوتا ہے‘ جیسا کہ مرزا قادیانی کا ہوا‘ سفر میں مرا‘ پاخانہ میں موت واقع ہوئی‘ لوگوں نے اس کی میت پر گندگی ڈالی‘ تمام دعوے جھوٹے ہوئے ان سے عبرت پکڑو۔ ۶۔ لیکن ہوا یہ کہ ان کا سورج دم بدم ترقی پر ہے اور خدا کی خدائی ان کی فرمانبردار ہے کہ اشارے پر چاند پھٹا‘ سورج لوٹا‘ بادل برسا‘ کنکر پتھروں نے کلمہ پڑھا معلوم ہوا کہ وہ سچے ہیں‘ ان کی پیاری ادائیں بچی ہیں ۷۔ نہ کہ حضور کے لئے کیونکہ وہ تو پہلے ہی سے پڑھے پڑھائے عالم و عامل ہیں‘ معلوم ہوا کہ قرآن حضور کے لئے ہادی نہیں‘ باقی سارے عالم کا ہادی ہے یا یہ مطلب ہے کہ جو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاوے‘ قرآن اسے اعمال کی ہدایت دیتا ہے ایمان کی ہدایت حضور سے ملتی ہے ۸۔ جو آخر تک جھٹلاتے ہی رہیں گے‘ کوئی دلیل ان کے لئے کارگر نہ ہو گی‘ ایسوں کی گمراہی پر رنجیدہ نہ ہونا چاہیے ۹۔ یعنی قیامت حق ہے‘ باطل نہیں‘ یقینی ہے مشکوک نہیں‘ یا اس دن کفار کو بھی حق الیقین نصیب ہو گا علم الیقین‘ عین الیقین‘ حق الیقین‘ یہ علم کے تین درجہ ہیں ۱۰۔ اس شکریہ میں کہ اس نے تمہیں سید المرسلین‘ خاتم النبیین بنایا ۱۱۔ وہ نضر بن حارث تھا۔ جو کہا کرتا تھا کہ مولیٰ اگر قرآن سچا ہے تو ہم پر پتھر برسا جسے قرآن کریم میں دوسری جگہ بیان کیا گیا‘ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب مانگنا کفار کا طریقہ ہے مومن کا کام ہے عذاب سے پناہ مانگنا ۱۲۔ (شان نزول) نضر بن حارث اور ابو جہل وغیرہ سرداران قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جس عذاب سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں‘ اس کے مستحق کون ہیں‘ اس کے جواب میں یہ آیت اتری (خزائن) اس صورت میں سوال سے مراد پوچھنا ہے۔ تفسیر عزیزی نے فرمایا کہ یہ لوگ خانہ کعبہ کے پردے پکڑ کر دعا کرتے تھے کہ مولیٰ اگر اسلام سچا ہے تو ہم پر پتھر برسا‘ ان کے متعلق یہ آیت آئی‘ اس صورت میں سوال بمعنی مانگنا اور دعا کرنا ہے‘ مقصد یہ ہے کہ لوگ عذاب کی دعا کریں یا نہ کریں وہ تو بہر حال کفار پر آنے ہی والا ہے۔ کسی تدبیر سے ٹلے گا نہیں ۱۳۔ سات آسمانوں اور عرش و کرسی کا مالک ہے جہاں کسی کا دعویٰ ملکیت نہیں‘ ورنہ ہر بلندی و پستی کا رب ہی مالک ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام فرشتوں سے حضرت جبریل افضل ہیں‘ کہ انکا ذکر اس لئے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا‘

ولا يسئل حميم حميما ⑩ يبصرونهم يود المجرم لو يفتدي

اور کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا۱ ہوں گے انہیں دیکھتے ہوئے۲ مجرم۳ آرزو

من عذاب يومئذ ببنيه ⑪ وصاحبته وأخيه ⑫ وفصيلته

کرے گا کاش اس دن کے عذاب سے چھٹنے کے بدلے میں دے دے اپنے بیٹے اور اپنی جورو اور اپنا بھائی

التي تؤويه ⑬ ومن في الأرض جميعا ثم ينجيه ⑭ كلا

اور اپنا کنبہ جس میں اسکی جگہ ہے۴ اور جتنے زمین میں ہیں سب پھر یہ بدلہ دینا اسے بچالے ہرگز

إنها لظى ⑮ نزاعة للشوى ⑯ تدعوا من أدبر وتولى ⑰

نہیں۵ وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتار لینے والی بلا رہی ہے اسکو جس نے پیٹھ دی اور منہ

وجمع فأوعى ⑱ إن الإنسان خلق هلوعا ⑲ إذا مسه

پھیرا اور جوڑ کر سینت رکھا۶ بیشک آدمی بنایا گیا ہے بڑا بے صبرا حریص۷ جب اسے برائی

الشر جزوعا ⑳ وإذا مسه الخير منوعا ㉑ إلا المصلين ㉒

پہنچے تو سخت گھبرانے والا اور جب بھلائی پہنچے تو روک رکھنے والا۸ مگر نمازی

الذين هم على صلاتهم دائمون ㉓ والذين في أموالهم

جو اپنی نماز کے پابند ہیں۹ اور وہ جن کے مال میں ایک

حق معلوم ㉔ للسائل والمحروم ㉕ والذين يصدقون

معلوم حق ہے۱۰ اس کیلئے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے۱۱ اور وہ جو انصاف کا دن

بيوم الدين ㉖ والذين هم من عذاب ربهم مشفقون ㉗

سچ جانتے ہیں۱۲ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈر رہے ہیں۱۳

إن عذاب ربهم غير مأمون ㉘ والذين هم لفروجهم

بیشک ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں۱۴ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت

حافظون ㉙ إلا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم فإنهم

کرتے ہیں۱۵ مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنیزوں سے کہ ان پر

(بقیہ صفحہ ۹۰۷) ملائکہ کے بعد خصوصیت سے کیا گیا' یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا نام روح بھی ہے' امین بھی' کیونکہ وہ وحی لاتے ہیں جو مومنوں کے ایمان کی روح ہے' نیز روح اللہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام ان کی پھونک سے پیدا ہوئے' یہاں ملائکہ سے وہ فرشتے مراد ہیں جو بحکم الٰہی زمین پر آتے رہتے ہیں' عابدین فرشتے جو صرف عبادت کرتے ہیں وہ مراد نہیں ۱۵۔ زمین سے آسمان یا اپنے مقام پر جاتے ہیں' سب سے اوپر حضرت جبریل کا مقام ہے سدرۃ المنتہیٰ ۱۶۔ اور بعض کے لئے ایک ہزار برس اور بعض کے لئے ایک ساعت' جیسے بیمار کو رات دراز معلوم ہوتی ہے۔ سونے والے کو معمولی معلوم ہوتی ہے اور جو محبوب سے وصال کرے' اسے ایک ساعت محسوس ہوتی ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۷۔ اور کفار کی سختی پر دل تنگ نہ ہو' لہٰذا یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں۔ خیال رہے کہ صبر جمیل وہ ہے جو محض رضا الٰہی کے لئے کیا جائے' اسی صبر پر اجر ملے گا ۱۸۔ یعنی عقل سے دور سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت اور وہاں کے عذاب ناممکن ہیں' لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ کفار تو عذاب کے قائل ہی نہ تھے' پھر دور سمجھا کیا معنی ۱۹۔ کہ وہ عذاب عقل انسانی سے بھی قریب ہے اور زمانے کے لحاظ سے بھی نزدیک' اس عذاب کے مقدمات مرتے ہی شروع ہو جاتے ہیں ہماری قدرت سے کوئی چیز بعید نہیں ۲۰۔ پہلے تو آسمان کا یہ حال ہو گا۔ پھر سرخ نری کی طرح ہو جائے گا۔ رب فرماتا ہے۔ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں

۱۔ یہ بات نہ پوچھنا کفار کے لئے ہو گا' یا اول قیامت میں' پھر شفاعت کبریٰ کے بعد' بعض مومنین بعض مومنوں کی شفاعت کریں گے' بات پوچھیں گے' بگڑی بنائیں گے' لہٰذا یہ آیت دوسری آیات کے خلاف نہیں ۲۔ یعنی کفار ایک دوسرے کو دیکھیں گے مگر ہر ایک اپنی مصیبت میں ایسا گرفتار ہو گا' کہ دوسرے کا حال نہ پوچھے گا۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ کفار کو اس دن اپنے کسی عزیز سے محبت نہ ہو گی' چاہے گا کہ میرے بیوی بچے سب میرے بدلہ دوزخ میں پھینک دیئے جاویں اور میں بچ جاؤں' مومنوں کی دینی محبتیں باقی رہیں گی کام بھی آئیں گی۔ یہاں مجرم سے مراد کافر ہے ۴۔ یعنی کافر اپنے قرابت داروں ہی کو فدیہ میں دینا نہ چاہے گا' بلکہ اس کی تمنا تو یہ ہو گی کہ میرے اپنے پرائے عزیز وغیرہ ساری دنیا کے لوگ میرے عوض دوزخ میں چلے جاویں اور میں بچ جاؤں ۵۔ یعنی ایسا ہرگز نہ ہو گا اسے اپنے جرم کی سزا ضرور بھگتنی پڑے گی نام لے کر آج بلا رہی ہے کہ اے فلاں ادھر آ' میں تیری جگہ ہوں' معلوم ہوا کہ دوزخ میں سمجھ بوجھ زبان وغیرہ ہے اور پہچانتی ہے کہ کون کافر ہو کر مرے گا۔ کون مومن ہو کر جیسے جنت سے حور عین' اس عورت پر عتاب کرتی ہے' جو اپنے جنتی خاوند سے لڑتی ہے' حور کہتی ہے کہ اس سے نہ لڑ' یہ تیرے پاس مہمان ہے ہمارے پاس آنے والا ہے ۶۔ مال جو راہ خدا میں خرچ نہ کیا' معلوم ہوا کہ عنداللہ کفار شرعی احکام کے مکلف ہیں جن پر انہیں سزا دی جائے گی ۷۔ اس کی تفسیر آگے آ رہی ہے کہ نہ تو وہ مصیبت پر صبر کر سکتا ہے نہ راحت میں شکر ۸۔ یہ آیت ہلوعا یعنی بے صبرے ہونے کی تفسیر ہے یعنی انسان کی بے صبری اس طرح ہے کہ جب اسے تھوڑی برائی پہنچے تو گھبرا کر اللہ کا دروازہ چھوڑ دیتا ہے اور اگر اسے کچھ بھی بھلائی مالی وغیرہ پہنچے تو اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتا وہ ڈرتا ہے کہ خیرات سے ہی فقیر ہو جاؤں گا' مال سنبھال کر رکھو کہ مصیبت کے وقت میرے کام آوے' اللہ پر توکل نہیں کرتا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کی پابندی کمال ہے پڑھ کر چھوڑ دینا برا' اگر کوئی شخص تہجد شروع کر دے تو پھر ہمیشہ پڑھے' وہ عَلٰی صَلَوٰتِهِم

غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿۳۱﴾

بکچھ ملامت نہیں ۹ تو جو ان دو کے سوا اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ۱۰

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِينَ هُمْ

اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں ۱۱ اور وہ جو اپنی

بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

گواہیوں پر قائم ہیں ۱۲ اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت

يُحَافِظُونَ ﴿۳۴﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِينَ

کرتے ہیں ۱۳ یہ ہیں جن کا باغوں میں اعزاز ہوگا ۱۴ تو ان کافروں کو کیا ہوا

كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿۳۷﴾

تمہاری طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہیں ۱۵ داہنے اور بائیں گروہ کے گروہ

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ۖ

کیا ان میں ہر شخص یہ طمع کرتا ہے کہ چین کے باغ میں داخل کیا جائے ۱۶ ہرگز نہیں

إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ ﴿۳۹﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ

بیشک ہم نے انہیں اس چیز سے بنایا جسے جانتے ہیں ۱۷ تو مجھے قسم ہے اس کی جو سب پوربوں

وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿۴۰﴾ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا

سب پچھموں کا مالک ہے ۱۸ کہ ضرور ہم قادر ہیں کہ ان سے اچھے بدل دیں ۱۹ اور ہم سے کوئی

نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا

نکل کر نہیں جا سکتا ۲۰ تو انہیں چھوڑ دو ان کی بے ہودگیوں میں پڑے اور کھیلتے ہوئے ۲۱

يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ

یہاں تک کہ اپنے اس دن سے ملیں جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے جس دن قبروں سے

سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ

نکلیں گے جھپٹتے ہوئے ۲۲ گویا وہ نشانوں کی طرف لپک رہے ہیں ۲۳ آنکھیں نیچی کئے ہوئے

ع ۱

(بقیہ صفحہ ۹۰۸) دامنوں میں داخل ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندہ مومن کو نماز کی برکت سے دنیاوی عیوب حرص ' ہوس وغیرہ سے بچالے گا نماز بڑی پیاری عبادت ہے ۱۰۔ خواہ شریعت کا مقرر کیا ہوا حصہ جیسے زکوٰۃ و فطرہ ' یا اپنا مقرر کیا ہوا حصہ ' معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے صدقہ نفلی کی مقدار اور خرچ کا وقت مقرر کرنا اچھا ہے جیسے ہر گیارہویں تاریخ کو گیارہ آنے کا صدقہ ۱۱۔ یعنی نماز کے پابند مسلمان اپنے مال کی خیرات بھکاریوں کو بھی دیتے ہیں اور ان فقیروں کو بھی جو مانگنے سے شرم کرتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کے صدقات سے محروم رہتے ہیں۔ یہ نمازی ایسوں کو تلاش کرکے دیتے ہیں ۱۲۔ یعنی قیامت پر ایمان رکھتے ہیں ' اس ایمان کی وجہ سے وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ ایمان اعمال پر مقدم ہے اگرچہ یہاں اس کا ذکر بعد میں ہوا کہ ایمان شرط ہے باقی اعمال مشروط ' ۱۳۔ اس طرح کہ نیک کام کرتے ہیں اور رب سے ڈرتے ہیں کہ نہ معلوم قبول ہے یا نہیں ' یہ خوف اپنی کوتاہی کا ہے نہ کہ رب کے وعدوں پر بے اعتمادی کی وجہ سے ' لہٰذا اس سے امکان کذب پر دلیل نہیں پکڑ سکتے ۱۴۔ انسان کتنا ہی متقی پارسا ہو ' مگر عذاب الٰہی سے ڈرتا ہے کہ خاتمہ کی خبر نہیں ' بلکہ جن کے جنتی ہونے کی قرآن نے خبر دی وہ بھی حد درجہ خوف رکھتے تھے۔ رب سے خوف و امید ایمان کا رکن ہے ۱۵۔ اس طرح نہ کسی کو اپنا ستر دکھاتے ہیں ' نہ کسی کا ستر دیکھتے ہیں زنا کا ذکر ہی کیا ' غرضیکہ زنا کے اسباب سے بھی پرہیز گار پرہیز کرتے ہیں ' اس بنا پر نامحرم عورت کو دیکھنا حرام ہے۔ الا بالضرورت ' بخار روکنے کے لئے زکام روکو ا۔ معلوم ہوا کہ اپنی منکوحہ بیوی اور وہ مملوکہ لونڈی جس سے صحبت حلال ہے ' ان سے پردہ نہیں ' ایک دوسرے کا بدن دیکھ سکتے ہیں جس لونڈی سے صحبت حرام ہے اس کا ستر دیکھنا بھی حرام ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے کیونکہ ممتوعہ عورت نہ بیوی ہے ' نہ لونڈی ' اس لئے نہ اس کے لئے طلاق ہے ' نہ خلع نہ لعان نہ میراث۔ اگر بیوی ہوتی تو سب کچھ ہوتا اور لونڈی ہونا ظاہر ہے۔ نیز ممتوعہ بیوی کا بچہ اپنے باپ اور باپ کے قرابت کو نہیں پہچانتا ' ممکن ہے کہ جوان ہو کر اپنے باپ کی بیٹی یا بہن سے متعہ کرے۔ غرضیکہ متعہ ہزارہا خرابیوں کا باعث ہے ۳۔ یعنی خالق و مخلوق کی امانتوں میں خیانت نہیں کرتے ' لہٰذا اپنے اعضاء سے ناجائز کام نہیں لیتے کہ اس میں رب کی خیانت ہے ۴۔ یعنی توحید و رسالت کی گواہی پر زندگی و موت ' قبر و حشر میں قائم رہتے ہیں۔ اور دنیاوی حقوق کی گواہی دینے میں اپنی قرابت وغیرہ کا لحاظ نہیں کرتے ' بے خوف و خطر بے رو رعایت گواہی دے دیتے ہیں ۵۔ اس طرح کہ نماز صحیح پڑھتے ہیں ' صحیح وقت پر پڑھتے ہیں ' ہمیشہ پڑھتے ہیں اور نفلی نماز شروع کرکے پابندی کرتے ہیں ' چونکہ نماز بہت اہم عبادت ہے اس لئے اس کا ذکر مکرر ہوا ۶۔ کہ جنت میں فرشتے بھی ان کی تعظیم کریں گے اور خود جنتی بھی ایک دوسرے کا ادب کریں گے ' رب تعالیٰ ان کا احترام کرے گا ' اپنے فضل و کرم سے ۷۔ معلوم ہوا کہ حضور کو ایمان و محبت کی نگاہ سے دیکھنا مومن اور صحابی بنا دیتا ہے۔ بغض و عداوت کی نگاہ سے دیکھنا کفر کا موجب ہے ' آنکھ ایک ہے مگر اس کی نگاہیں مختلف ' ماں کو دیکھنے کی اور نگاہ بیوی کو دیکھنے کی دوسری نگاہ ' اس طرح اولاد ' اور باپ اور دوستوں کو دیکھنے کی الگ الگ نگاہیں۔ لہٰذا جناب مصطفیٰ کو دیکھنے کے لئے بھی صدیقی نگاہ چاہیے۔ ابو جہلی نگاہ مضر ہے ' دوربین سے دور کی چیز اور خوردبین سے چھوٹی چیز دیکھی جاتی ہے ' اسی طرح محبوب بین نگاہ سے حضور کو دیکھا جاتا ہے مولانا نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎ دیدہ مجنوں اگر بودے ترا جملہ عالم بے خبر بودے ترا۔ پھر اس نگاہ کو تیز کرنے کے

(بقیہ صفحہ ۹۰۹) لئے ممیرا اور سرمہ کی ضرورت ہے' اس نگاہ کو تیز کرنے کے لئے اولیاء اللہ کے دروں کی خاک اکسیر ہے۔ شعر سرمہ کن در چشم خاک اولیاء ☆ تا بہ بنی زابتداء تا انتہا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب نصیب میں ہدایت نہ ہو تو نبی کی صحبت سے بھی نہیں ملتی۔ نبی کی صحبت رحمت کی بارش ہے' بارش اسی تخم کو اگائے گی' جو بویا گیا ہو گا بارش خار دار کو بار دار نہیں کر سکتی' یہ بھی معلوم ہوا کہ کلام دل میں تب ہی اثر کرتا ہے' جب کہ متکلم کا وقار دل میں موجود ہو' ان کفار کے دلوں میں حضور کا وقار نہ تھا۔ وعظ سے فائدہ نہ اٹھا سکے' اسی لئے حضور نے تبلیغ اول میں پہلے اپنی معرفت کرائی فرمایا کَیْفَ اَنَا فِیْکُمْ ۸۔ (شان نزول) یہ آیت ان کفار کے متعلق نازل ہوئی جو حضور کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھتے اور حضور کو گھور گھور کر دیکھتے تھے اور غریب مسلمانوں کو دیکھ کر کہتے تھے کہ اگر یہ لوگ جنت میں گئے تو ہم بھی ضرور جائیں گے' اور حضور کے وعظ شریعت کا مذاق اڑاتے تھے (خزائن) ۹۔ یعنی انسان کی پیدائش نطفہ سے ہے' صرف نطفہ سے پیدا ہو جانا جنتی ہونے کا سبب نہیں' جنت کا ذریعہ تو ایمان اور نیک اعمال ہیں' گندا نطفہ قابل تعظیم کیسے ہو سکتا ہے ۱۰۔ سال میں تین سو ساٹھ مشرق ہیں اور اتنے ہی مغرب' کیونکہ ہر روز سورج نئی جگہ طلوع و غروب ہوتا ہے اس لئے انہیں جمع فرمایا ۱۱۔ یعنی اے محبوب آپ کو ان کے عوض اچھے خدام و غلام عطا فرما دیں' چنانچہ رب نے حضور کو انصار جیسی محبوب و پاکیزہ جماعت مرحمت فرمائی جو فرشتوں سے بھی افضل و اعلیٰ ہیں ۱۲۔ لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ ہم کسی کافر سے دب کر مجبوراً اسے جنت دے دیں' اس کی تعظیم و اکرام کریں (عزیزی) ۱۳۔ یعنی ان کے لہو و لعب اور ایمان نہ لانے پر غم نہ کرو' یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ کرو' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ محشر کی طرف دوڑتے جائیں گے' کوئی پیدل' کوئی اوندھے منہ چہرے کے بل انشاء اللہ مومن سواریوں پر ہوں گے' جیسا کہ احادیث شریفہ میں ہے ۱۵۔ جیسے جھنڈے والے لوگ اپنے گاڑے ہوئے جھنڈے کی طرف دوڑتے جاتے ہیں' ہر شخص چاہتا ہے کہ پہلے میں پہنچوں۔

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

ان پر ذلت سوار ۸ یہ ہے ان کا وہ دن جس کا ان سے وعدہ تھا

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۲۸ رُكُوْعُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۳﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ﴿۵﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْۤ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴿۷﴾ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ﴿۸﴾ ثُمَّ اِنِّيْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۲ کہ انکو ڈرا اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آئے ۳ اس نے فرمایا اے میری قوم میں تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں ۴ کہ اللہ کی بندگی کرو ۵ اور اس سے ڈرو اور میرا حکم مانو ۶ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے گا ۷ اور ایک مقرر میعاد تک تمہیں مہلت دے گا ۸ بیشک اللہ کا وعدہ جب آتا ہے ہٹایا نہیں جاتا کسی طرح تم جانتے ۹ عرض کی ۱۰ اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا ۱۱ تو میرے بلانے سے انہیں بھاگنا ہی بڑھا ۱۲ اور میں نے جتنی بار انہیں بلایا کہ تو ان کو بخشے ۱۳ انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں ۱۴ اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے ۱۵ اور ہٹ کی اور بڑا غرور کیا ۱۶ پھر میں نے انہیں علانیہ بلایا ۱۷ پھر میں نے ان سے باعلان بھی کہا اور آہستہ خفیہ

۱۔ معلوم ہوا کہ قبروں سے اٹھتے ہی کفار و مومنین میں فرق ہو گا جس سے ہر ایک پہچان لیا جائے گا کافر چہرے کے بل چلے گا۔ ۲۔ اس میں اول سے آخر تک صرف نوح علیہ السلام کا ذکر ہے' نوح علیہ السلام اس وقت تمام انسانوں کے نبی تھے' اس وقت انسان تھے ہی تھوڑے' آپ کا نام عبدالغفار یا یشکر ہے' لقب نوح' کیونکہ آپ نوحہ بہت کرتے تھے آپ چوتھے نبی ہیں اور سب سے پہلے آپ نے ہی کفار کو تبلیغ کی' سب سے پہلے آپ ہی کی قوم پر عذاب آیا ۳۔ دنیا میں مرتے وقت' قبر میں اور آخرت میں یعنی عذاب سے پہلے ڈراؤ' عذاب آنے پر آپ کا ڈرانا اور ان کا ڈرنا بیکار ہو گا ۴۔ معلوم ہوا کہ مومن کفار کو اپنی قوم کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ ان سے محبت و الفت حرام ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ تبلیغ میں نرمی چاہیے ۵۔ بندگی سے مراد ایمان لانا ہے یعنی دلی بندگی' ورنہ کافر پر کوئی عبادت واجب نہیں تقویٰ سے مراد دلی خوف ہے اور اطاعت سے مراد ظاہری عبادات' لہٰذا یہ آیت ایمان و عرفان سب کو شامل ہے ۶۔ یعنی حقوق العباد نہ بخشے گا اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ کفر کے تمام گناہ ایمان لانے پر بخش دیئے جاتے ہیں' مگر حقوق نہیں بخشے جاتے' لہٰذا قرض ادا کرنا ہو گا' مظالم کا قصاص دینا ہو گا ۷۔ اس طرح کہ تم پر عمر بھر عذاب نہ بھیجے گا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۸۔ یعنی اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر عذاب یقیناً" آئے گا۔ مگر جلد نہ آئے گا۔ بلکہ اس کا جو وقت مقرر ہو چکا اس وقت ہی آئے گا تاخیر عذاب

(بقیہ صفحہ ۹۱۰) سے دھوکا نہ کھاؤ ۹۔ اس تاخیر عذاب کی حکمت کو اور ایمان لے آتے اس تاخیر عذاب سے دھوکا نہ کھاتے ۱۰۔ نوح علیہ السلام نے یہ دعا بہت عرصہ تبلیغ فرمانے کے بعد کی۔ جب آپ ان کی ہدایت سے مایوس ہو گئے' آپ نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ کی ۱۱۔ رات دن سے مراد ہر وقت تبلیغ کرنا ہے' یعنی مولیٰ میں نے انہیں ہر وقت ہر طرح تبلیغ کی' مگر ان بد نصیبوں نے اس تبلیغ کا الٹا اثر لیا کہ یہ کفر میں اور پختہ ہوتے چلے گئے خیال رہے کہ اس زیادتی کفر میں آپ کی تبلیغ کا قصور نہیں' بلکہ ان کی اپنی طبیعتوں کا فتور تھا' جیسے بیمار کو کبھی اچھی غذا بیماری بڑھا دیتی ہے' غذا تو اچھی مگر بیمار کا معدہ خراب ہے یا سورج سے چمگادڑ اندھا ہو جاتا ہے

لَهُمْ اِسْرَارًا ۝٩ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝١٠

بھی کہا ۱۰ تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو ۱۱ وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے

يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝١١ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ

تم پر شرانٹے کا مینہ بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے

وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝١٢

تمہاری مدد کریگا ۱۲ اور تمہارے لئے باغ بنا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بنائے گا ۱۳

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝١٣ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝١٤

تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے کی امید نہیں کرتے ۱۴ حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝١٥ وَّجَعَلَ

بنایا ۱۵ کیا تم نہیں دیکھتے اللہ نے کیونکر سات آسمان بنائے ایک پر ایک ۱۶ اور ان میں

الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝١٦ وَاللّٰهُ

Page-911.bmp

چاند کو روشن کیا ۱۷ اور سورج کو چراغ ۱۸ اور اللہ نے

اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝١٧ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ

تمہیں سبزے کی طرح زمین سے اگایا ۱۹ پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا ۲۰ اور دوبارہ نکالے

اِخْرَاجًا ۝١٨ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝١٩ لِّتَسْلُكُوْا

گا ۲۱ اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا ۲۲ کہ اس کے

مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝٢٠ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَ

وسیع راستوں میں چلو ۲۳ نوح نے عرض کی اے میرے رب انہوں نے میری نافرمانی

اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۝٢١ وَمَكَرُوْا

کی ۲۴ اور ایسے کے پیچھے ہو لئے جسے اس کے مال اور اولاد نے نقصان ہی بڑھایا ۲۵

مَكْرًا كُبَّارًا ۝٢٢ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ

اور بہت بڑا داؤں کھیلے ۲۶ اور بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو ۲۷ اور ہرگز نہ چھوڑنا

۱۲۔ اس دعا سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کو اس کی رحمت والے ناموں سے پکارنا چاہیے' دوسرے یہ کہ اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پکڑنا چاہیے' تیسرے یہ کہ جس پر بددعا کرنی ہو اس کی شکایت کرنی چاہیے۔ اور وجہ دینی ہونی چاہیے' چوتھے یہ کہ صالحین کی صحبت سے بھاگنا محرومی کی علامت ہے' پانچویں یہ کہ گناہ پر اصرار بد نصیبی ہے' چھٹے یہ کہ نبیوں ولیوں کو خالی جاننا اور ان کے مقابل تکبر کرنا طریقہ کفار ہے ایسے لوگ ہمیشہ رب کی رحمت سے محروم ہیں' جو فقیر کسی دروازے پر جاتا ہے تو اپنے کو خالی اور گھر والے کو غنی سمجھ کر جاتا ہے۔ دیکھو فرمایا۔ واستکبروا استکبارا وہابیوں کو اس سے عبرت لینی چاہیے ۱۳۔ یعنی میرا ان کو بلانا اپنے نفع کے لئے نہ تھا صرف انہی کے نفع کے لئے تھا ۱۴۔ تاکہ میری تبلیغ ان کے کان میں نہ پہنچ جاوے' یہ ایسے مردود ہیں ۱۵۔ تاکہ مجھے نہ دیکھ سکیں' یعنی میری صورت تک سے بیزار ہیں' چمگادڑ سورج سے گھبراتا ہے ۱۶۔ یعنی انہوں نے ایمان قبول کرنے میں اپنی بے عزتی سمجھی' معلوم ہوا کہ نبی کے مقابل تکبر و غرور ایمان سے محروم رکھتا ہے' اللہ بچائے وہ جگہ عجز کی ہے ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ علانیہ اور خفیہ ہر طرح کرنی چاہیے۔ لہٰذا لاؤڈ سپیکر پر وعظ کہنا درست ہے کہ یہ تبلیغ جہری ہے' اور جلوس نکالنا درست ہے کہ یہ علانیہ اور چل پھر کر تبلیغ ہے۔

ع ۹ ۱۔ ایک ایک کو علیحدہ علیحدہ تبلیغ کی غرضیکہ کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۲۔ ایمان لا کر کیونکہ بغیر ایمان لائے استغفار پڑھنا بے کار ہے ۳۔ کیونکہ عبادت و استغفار سے دین و دنیا کی رحمتیں ملتی ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار و توبہ کے دنیاوی اور دینی بے شمار فوائد ہیں' استغفار کا بہترین وقت صبح صادق ہے رب فرماتا ہے۔ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اس سے بارشیں آتی ہیں مال و اولاد میں برکتیں ہوتی ہیں' جیسا کہ حضرت حسن سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں چند لوگ مختلف شکایات لائے کسی نے قلت بارش کی کسی نے بے اولاد ہونے کی' کسی نے کھیت میں پیداوار کم ہونے کی شکایت کی' آپ نے سب کو استغفار کا حکم دیا' اور اسی آیت سے استدلال فرمایا ۵۔ کہ رب تعالیٰ کے نبی پر ایمان نہیں لاتے تاکہ وہ تمہیں عزت و عظمت دولت بخشے۔ ۶۔ کبھی نطفہ' کبھی خون بستہ' کبھی گوشت کا لوتھڑا پھر کامل بچہ' پھر جوان' پھر بڈھا' کبھی امیر کبھی فقیر ۷۔ کہ ایک کے اوپر دوسرا' درمیان میں بڑا فاصلہ' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آسمان آپس میں چپٹے ہوئے ہیں ۸۔ چاند پہلے آسمان پر ہے اس کا آدھا حصہ منور ہوتا ہے' آدھا سیاہ۔ مگر تمام آسمانوں میں اس کی روشنی پہنچتی ہے' کیونکہ سب آسمان شفاف ہیں۔ لہٰذا فیھن فرمانا بالکل درست ہے۔ کیونکہ چاند کا نور سب آسمانوں میں ہے ۹۔ خود بھی روشن دوسروں کو بھی روشن کرنے والا' کہ چاند تارے سب اس سے منور ہیں' اسی لئے چاند کو نور اور سورج کو سراج

وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ

ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو اور بیشک

اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا

انہوں نے بہتوں کو بہکایا اور تو ظالموں کو زیادہ نہ کرنا مگر گمراہی اپنی

خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ

کیسی خطاؤں پر ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کئے گئے تو انہوں نے اللہ کے مقابل اپنا

دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى

کوئی مددگار نہ پایا اور نوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں

الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ

میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ بے شک اگر تو انہیں رہنے دے گا تو تیرے

يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ

بندوں کو گمراہ کردیں گے اور ان کی اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکر اے

لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ

میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب

وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ ع

مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو اور کافروں کو نہ بڑھا مگر تباہی

سورۃ الجن مکیۃ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتہا ۲۸ رکوعہا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا

تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک

قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ

عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو

(بقیہ صفحہ ۹۱۱) فرمایا ۱۰۔ انسان کو سبزے سے اس لئے تشبیہ دی‘ کہ سبزہ ہر وقت نگرانی کا محتاج ہے ایسے ہی انسان ہر وقت رب کی حفاظت کا محتاج‘ نیز سبزہ زمین کے سوا آسمانی امداد کا حاجت مند ہے بارش دھوپ وغیرہ‘ ایسے ہی انسان اعمال میں آسمانی مدد اور رحمت الٰہی کا محتاج ہے‘ نیز سبزہ کو ہر وقت آفات کا خطرہ رہتا ہے‘ ایسے ہی انسان پر ہر وقت خطرہ ہے ۱۱۔ تمہارے اجزائے بدن کو مٹی میں ملادے گا‘ خواہ دفن ہو کر‘ خواہ آگ میں جل کر یا دریا میں ڈوب کر‘ یا جانوروں کی غذا بن کر‘ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں روح اپنے ٹھکانہ پر بھیج دی جائے گی‘ غرضیکہ ہر شے اپنی اصل پر پہنچے گی ۱۲۔ قیامت کے دن سزا و جزا کے لئے‘ چونکہ مار کر زمین میں پہنچانا اور زندہ کرکے زمین سے نکالنا رب کو یکساں ہے‘ اس لئے یہاں ثم نہ فرمایا۔ واؤ ارشاد ہوا ۱۳۔ کہ جیتے جی اس پر رہو‘ مرے بعد اس میں رہو‘ نہ لوہے کی طرح سخت ہے نہ پانی کی طرح نرم ۱۴۔ یعنی رب نے زمین کو مختلف حصوں میں تقسیم فرمایا‘ پھر ان حصوں میں پھرنے کے لئے راستے بنائے جن میں چل کر تم دین و دنیا کے نفع کماؤ‘ تجارتیں چمکاؤ‘ حج و زیارت اور طلب علم کرو ۱۵۔ سب سے پہلے اپنی نافرمانی کا ذکر فرمایا‘ کیونکہ پیغمبر کی مخالفت تمام بدعقیدگیوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔ شیطان اسی سے مردود ہوا۔ نیز دنیاوی عذاب نبی کی مخالفت کے بغیر نہیں آتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا نبی کی اطاعت تمام نیکیوں کی اصل ہے ان کی مخالفت تمام گناہوں کی جڑ ہے‘ شیطان اسی سے مردود ہوا ۱۶۔ یعنی میری قوم کے مالدار تو مال اور اولاد کی وجہ سے مجھ سے سرکش ہوئے‘ اور غرباء ان مالداروں کی پیروی کرکے‘ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی مخالفت کے باعث مال و اولاد عذاب بن جاتے ہیں‘ دوسرے یہ کہ سرکشوں کی پیروی سرکش کردیتی ہے ۱۷۔ مجھے ستانے اور مومنوں کو بہکانے کے لئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کافر قوم سے بہت دکھ اٹھائے ۱۸۔ امیروں نے غریبوں سے کہا کہ نوح علیہ السلام کی وجہ سے اپنے بتوں کی پوجا نہ چھوڑو۔

ع ۲ / ۸ / ۱۰

۱۔ اگرچہ قوم نوح کے بت بہت تھے مگر یہ پانچ ان کے نزدیک بڑی عزت والے تھے‘ ود مرد کی شکل کا سواع عورت کی شکل کا یغوث شیر کی‘ یعوق گھوڑے کی‘ نسر کرگس (گدھ) کی شکل پر‘ انہیں بتوں کی پوجا عرب میں پہنچی‘ آج ہمارے ہاں کے ہندو‘ مرد‘ عورت‘ بندر‘ سانپ وغیرہ شکلوں کی پوجا کرتے ہیں‘ ان کی اصل بھی وہ ہی بت پرستی ہے ۲۔ ان بتوں نے یا سرداران کفر نے بہتوں کو بہکا دیا‘ ان کی گمراہی متعدی بیماری کی طرح پھیل گئی‘ آئندہ بھی رہے گی‘ اس سے معلوم ہوا کہ پانچوں بت قوم نوح کے صالحین نہ تھے‘ کیونکہ صالحین گمراہ نہیں کیا کرتے وہ ہدایت دیتے ہیں‘ انہیں گمراہ کن نہیں کہا جاسکتا ۳۔ یعنی اب انہیں ایمان کی توفیق ہی نہ دے‘ انہوں نے مجھے بہت ستایا۔ معلوم ہوا کہ کسی کے کفر پر مرنے کی دعا کرنا گناہ نہیں‘ موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں کے بارے میں عرض کیا وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا ۴۔ یعنی قوم نوح پانی سے آگ میں پہنچائی گئی کہ ان کے جسم طوفان نوح میں رہے‘ ان کی روحیں دوزخ میں‘ بعد قیامت ان کے جسم بھی دوزخ میں ہوں گے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں‘ اس آیت سے عذاب قبر کا ثبوت ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب قبر دفن ہونے پر موقوف نہیں‘ مردے کا جسم کہیں ہو عذاب قبر ہوگا کہ قوم نوح پانی میں ڈوب کر بھی عذاب قبر میں گرفتار ہوئی ۵۔ معلوم ہوا کہ کافر کا مددگار کوئی نہیں‘ رب فرماتا ہے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ البتہ مومن کے مددگار رب نے بہت مقرر فرمادیئے ہیں‘ فرماتا ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ

بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿۲﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً

اپنے رب کا شریک نہ کریں گے اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار

وَّلَا وَلَدًا ﴿۳﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿۴﴾

کی اور نہ بچہ اور یہ کہ ہم میں کا بے وقوف اللہ پر بڑھ کر بات کہتا تھا

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ

اور یہ کہ ہمیں خیال تھا کہ ہرگز آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں

كَذِبًا ﴿۵﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ

گے اور یہ کہ آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کے

بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ﴿۶﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا

پناہ لیتے تھے تو اس سے اور بھی انکا تکبر بڑھا اور یہ کہ انہوں نے گمان

ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ﴿۷﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ

کیا جیسا تمہیں گمان ہے کہ اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا

فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ﴿۸﴾ وَّاَنَّا كُنَّا

تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے اور یہ کہ ہم پہلے

نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ

آسمان میں سننے کے لئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے پھر اب جو کوئی سنے وہ

لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿۹﴾ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي

اپنی تاک میں آگ کا لوکا پائے اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ زمین والوں سے کوئی برائی کا

الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ

ارادہ فرمایا گیا ہے یا انکے رب نے کوئی بھلائی چاہی ہے اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں

وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ

اور کچھ دوسری طرح کے ہیں ہم کئی راہیں پھٹے ہوئے ہیں اور یہ کہ ہم کو یقین ہوا کہ ہرگز

(بقیہ صفحہ ۹۱۲) جِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ دیکھ لو اس قوم کے مومن نوح علیہ السلام کی مدد سے طوفان سے بچ گئے ۶۔ کوئی کافر انسان باقی نہ بچے' اس بددعا سے ابلیس اور کافر جن خارج ہیں' کیونکہ وہ زمین پر نہیں بستے' آپ کو خبر تھی کہ شیطان قیامت تک جئے گا۔ نیز آپ جنات کے نبی نہ تھے' پھر انہیں اس بددعا میں کیوں شامل فرماتے (عزیزی و روح) ۷۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر نور نبوت سے آئندہ نسلوں کی بدبختی اور نیک بختی سے خبردار ہوتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب ان کی پشت سے مومن نہ پیدا ہوں گے یہ علوم خمسہ ہیں جو رب نے انہیں بخشا پھر ہمارے حضور کے علم کا کیا پوچھنا ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نوح علیہ السلام کے والدین مومن تھے' ورنہ آپ ان کے لئے دعاء مغفرت نہ فرماتے۔ دوسرے یہ کہ نبی کا گھر دار الامن ہوتا ہے کہ جو مومن ان کے دامن میں پناہ لے' اللہ ہی کے امن میں آ جائے گا ۹۔ معلوم ہوا کہ کنعان کی غرقابی بھی آپ کی اس دعا سے ہوئی' یعنی جو ظالم و کافر میرے گھر میں بھی ہوں انہیں بھی ہلاک فرما دے جیسے میری بیوی واعلہ اور بیٹا کنعان ۱۰۔ اے محبوب ان کفار سے تاکہ معلوم ہو کہ تم جن و انس کے نبی ہو اور جب غیر جنس جنات تم پر ایمان لے آئے تو افسوس ان لوگوں پر جو انسان ہو کر ایمان نہیں لاتے ۱۱۔ بازار عکاظ کو جاتے ہوئے مقام نخلہ پر جو مکہ و طائف کے درمیان ہے' نماز فجر میں نصیبین کے جنات نے میری قراۃ بغور سنی ۱۲۔ اپنی قوم میں جا کر بغرض تبلیغ اسلام۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جنات نے نہ تو حضور سے ملاقات کی' نہ کوئی کلام شریف سنا' صرف حضور کو دیکھا' آپ کا قرآن سنا اور مومن' عارف' صحابی بلکہ مومن گر بن گئے' تو جو لوگ سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے ان کے ایمان و عرفان کا کیا پوچھنا ۱۳۔ درستی عقاید کی بھی اور درستی اعمال کی بھی' ہدایت سے دونوں ہدایتیں مراد ہیں۔ یہ جملہ بہت معانی رکھتا ہے۔ ۱۴۔ یعنی قرآن پر ایمان لائے' یا قرآن کے ذریعہ صاحب قرآن پر ایمان لائے۔ کلمہ طیبہ اور سوال قبر میں ایمانیات میں سے صرف توحید و رسالت کا ذکر ہے قیامت اور ملائکہ وغیرہ کا نہیں' جس سے معلوم ہوا کہ مدار ایمان یہی ہیں' ان پر ایمان ہو گیا تو سب پر ہو گیا ہو سکتا ہے کہ بِهٖ میں ب سببیت کی ہو اور معنی یہ ہوں کہ اس قرآن کے ذریعہ حضور پر ایمان لائے۔

۱۔ یعنی آئندہ بھی ہم مومن رہیں گے' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان میں سے ہر ایک کا خاتمہ ایمان پر ہوا' معلوم ہوا کہ مومن کا حسن ظن صحیح ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض دفعہ انشاء اللہ دل میں کہنا کافی ہے کیونکہ انہوں نے انشاء اللہ زبان سے نہ کہا ۲۔ معلوم ہوا کہ ان جنات نے حضور کو ایک نگاہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات معلوم کر لیں۔ اے لقاء تو جواب ہر سوال ☆ لوح محفوظ است پیشانی یار۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب جن مشرک نہ تھے' بعض موحد بھی تھے' جیسے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے بعض انسان موحد تھے' جیسے حضور کے آباؤ اجداد ۴۔ کہ بعض جنات رب کے شریک ٹھہراتے تھے اور بعض اس کے لئے بیوی بچے' یہ دونوں جھوٹ ہیں ۵۔ یعنی ہم بھی اب تک ان مشرکوں کی باتیں یہ سمجھ کر مانتے تھے کہ یہ لوگ اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے۔ معلوم ہوا کہ یہ جنات اس سے پہلے مشرک تھے' اب مومن ہوئے ۶۔ خیال رہے کہ جب رجال بغیر قید بولا جائے تو اس سے انسان مرد مراد ہوتے ہیں جن مردوں کو بغیر قید رجال نہیں کہا جاتا یہاں اسی لئے مِنَ الْجِنِّ کی قید لگائی' لہٰذا وہ آیت وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ میں انسان مرد' مراد ہیں' نہ کہ جن بھی' نبوت انسانوں سے خاص ہے کیونکہ وہاں رجال بغیر قید ارشاد ہوا۔

(بقیہ صفحہ ۹۱۳) اس کا خیال ضروری ہے ۷۔ کہ جب سفر میں کسی خطرناک جگہ ٹھہرتے تو کہتے کہ ہم اس جنگل کے سردار کی پناہ لیتے ہیں' یا بیماری و نظربد دفع کرنے کے لئے جنات کی نیاز پکاتے تھے' غرضیکہ بہت طرح جنات کی پناہ لیتے تھے (عزیزی) اس سے معلوم ہوا۔ کہ جنات کی پناہ لینا حرام ہے کہ اس سے ان کی سرکشی بڑھتی ہے' نبی ولی کی مدد لینا جائز کہ ان بزرگوں میں اس سے تکبر نہیں پیدا ہوتا ۸۔ یعنی جنات کے تکبرو غرور بڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ بعض انسانوں نے اپنے سفرو حضر میں ان کی پناہ لینی شروع کردی' تو یہ جنات سمجھے کہ واقعی ہم میں بہت قدرت ہے کہ اشرف الخلق یعنی انسان بھی ہمارے حاجت مند ہیں' یہ انسان ان جنات کی زیادتی طغیان کا باعث بنے ۹۔ موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد' حالانکہ خاتم النبین اب تشریف لائے ۱۰۔ یعنی اب جو ہم آسمان پر فرشتوں کی غیبی خبریں سننے جاتے ہیں تو آسمان کو پہرہ دار فرشتوں اور شہاب کی گولی کارتوس سے بھرا ہوا پاتے ہیں۔ جو ہمیں وہاں سے روکتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ولادت سے پہلے جنات بے تکلف آسمان پر جاتے تھے اور فرشتوں کی باتیں سنتے تھے' حضور کی آمد سے ان کی یہ آمدورفت بند ہوئی' اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے پہلے یا تو بالکل شہاب تھے ہی نہیں' یعنی تارے ٹوٹا نہیں کرتے تھے' یا تھے تو مگر بہت کم' اور شیاطین کا آسمانوں پر جانا بند نہ ہوا تھا۔ حضور کی تشریف آوری سے جنات کو آسمانوں سے روکا گیا' حضور کی تشریف آوری سے عالم میں انقلاب آگیا۔ حضور عرش و فرش کے بادشاہ بنا کر بھیجے گئے ۱۱۔ اور فرشتوں کا کلام سن کر نجومیوں تک پہنچاتے تھے' جس سے نجومی زمین والوں کو غیبی خبریں دیتے تھے ۱۲۔ اس سے پتہ لگا کہ حضور کی تشریف آوری سے جنات کا آسمان پر جانا بند ہوا۔ جس سے نجومی پنڈتوں کی غیبی خبریں قطعاً" غلط ہونے لگیں' پہلے ان کی کچھ باتیں ٹھیک بھی ہو جاتی تھیں' جو فرشتوں کی تھیں ۱۳۔ اس نبی اور قرآن کو بھیج کر' ہم نہیں کہہ سکتے' تم خود ہی فیصلہ کر لو' ظاہر ہے کہ حضور اولین و آخرین کے لئے رحمت ہیں۔ اب آپ کی موجودگی میں کسی کو آسمان سے غیبی خبریں لانے کی ضرورت نہیں۔ ان جناتی خبروں میں بڑے فتنے تھے' تو لامحالہ ہمارا آسمان سے روکا جانا اللہ کی رحمت ہے ۱۴۔ روح البیان نے فرمایا کہ حضور سے پہلے جنات میں کافر' مشرک' موحد سب تھے اب ان میں شیعہ' سنی' خوارج' جبریہ' قدریہ' وغیرہ ہیں' انسانوں کی طرح۔

لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّاَنَّا

زمین میں اللہ کے قابو سے نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اسکے قبضہ سے باہر ہوں ۱ اور یہ کہ

لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا

ہم نے جب ہدایت سنی اس پر ایمان لائے ۲ تو جو اپنے رب پر ایمان لائے

يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا

اسے نہ کسی کمی کا خوف اور نہ زیادتی کا ۳ اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ

الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا

ظالم ۴ تو جو اسلام لائے انہوں نے بھلائی سوچی ۵ اور رہے

الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا

ظالم وہ جہنم کے ایندھن ہوئے ۶ اور فرماؤ کہ مجھے یہ وحی ہوئی ہے کہ

عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ

اگر وہ راہ پر سیدھے رہتے ۷ تو ضرور ہم انہیں وافر پانی دیتے کہ اس پر انہیں جانچیں ۸

وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾

اور جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے وہ اسے چڑھتے عذاب میں ڈالے گا ۹

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا

اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں ۱۰ تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو ۱۱ اور یہ کہ جب

قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ ع

اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا ۱۲ تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ

۱۳ تم فرماؤ میں تو اپنے رب ہی کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اسکا شریک نہیں ٹھہراتا ۱۴ تم فرماؤ میں

اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ

تمہارے کسی برے بھلے کا مالک نہیں ۱۵ تم فرماؤ ہرگز مجھے اللہ سے کوئی نہ بچائے

ع ۱۹ / ۱۱

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے بھاگنا برا ہے مگر اللہ کی طرف بھاگنا اچھا' رب فرماتا ہے۔ ففروا الی اللہ اللہ کی طرف بھاگنا یہ ہے کہ مصیبت میں نیک اعمال' مساجد اور بزرگان دین کی طرف بھاگے۔ ان کی طرف بھاگنا گویا رب کی طرف آنا ہے' رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الخ ۲۔ تو اے دوستو تم بھی ہماری طرح ایمان لے آؤ' ہم نے نبی کا دیدار کیا تم ہمیں دیکھ لو' ہم صحابی ہوئے' تم تابعی بن جاؤ غرضیکہ اپنا ایمان بیان کرنا انہیں ایمان کی تبلیغ کے لئے ہے ۳۔ یعنی مومن کی نہ تو نیکیاں ضبط ہوں' نہ گناہوں کی سزا میں زیادتی ہو بخلاف کفار کہ ان کے نیک اعمال برباد ہیں گناہ قائم' سبحان اللہ کیا حکیمانہ کلام ہے ۴۔ یعنی جنات میں بعض مومن موحد ہیں بعض کافر کیونکہ جو لوگ حضور کا قرآن شریف سن کر آئے تھے' وہ تو سب ہی ایمان لا چکے تھے' ان میں کوئی کافر نہیں' لہٰذا آیت صاف ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن جن جنت میں نہ جائیں گے اور کافر دوزخ میں جائیں گے' کیونکہ یہاں مومن جن کی جزاء میں جنت کا ذکر نہ کیا گیا' اس کی بحث سورہ احقاف میں گزر چکی ۶۔ معلوم ہوا کہ کفار جن کے لئے دوزخ ہے اور

(بقیہ صفحہ ۹۱۴) وہ آگ سے عذاب پائیں گے' جیسے انسان باوجود خاکی ہونے کے مٹی پتھر سے تکلیف پالیتا ہے ۷۔ یعنی اے محبوب فرمادو کہ اگر انسان مومن متقی بن جاویں تو انہیں دنیا میں ہر وقت بارش اور وسیع رزق عطا ہوں' چونکہ پانی پر رزق کا مدار ہے اس لئے پانی کا ذکر فرمایا۔ ۸۔ یعنی اس وسیع روزی دینے میں ان کا امتحان ہو کہ آئندہ شکر گزاری کرتے ہیں یا نہیں ۹۔ ایسے عذاب میں جو دم بدم زیادہ ہی ہوتا جائے گا کبھی نرم یا ہلکانہ ہو گا' جیسے دنیا میں تکلیف پہلے زیادہ محسوس ہوتی ہے پھر کم ۱۰۔ ساری مسجدیں' خواہ مسجد حرام ہو یا اور کوئی' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ احکام وقف و احترام میں تمام مسجدیں برابر ہیں' اگرچہ اجر و ثواب میں فرق ہے' دوسرے یہ کہ مسجد کسی کی ملک نہیں' نہ ہو سکتی ہے وہ خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ تیسرے یہ کہ شرک و بت پرستی ہر جگہ جرم ہے' مگر مسجد میں زیادہ جرم کہ اس میں مسجد کی بے ادبی بھی ہے ۱۱۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں کسی کو آواز دینا یا پکارنا منع ہے' ہم التحیات میں پڑھتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اس میں حضور کو ندا اور پکارنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسجد میں غیر خدا کی عبادت جرم ہے جیسا کہ کفار عرب خاص کعبہ میں بتوں کی پوجا کرتے تھے ۱۲۔ یہ جملہ یا تو رب کا قول ہے یعنی مجھ پر یہ بھی وحی کی گئی کہ جب اللہ کا خاص بندہ یعنی میں نماز کے لئے کھڑا ہوا تو جنات کے شوق و ذوق کا یہ عالم تھا کہ ان کے ٹھٹھ لگنے کے قریب ہو گئے قریب اس لئے فرمایا کہ ان کے ٹھٹھ لگے نہیں کیونکہ جنات تھوڑے تھے یا اولاً" جن تھوڑے تھے پھر اور آکر زیادہ ہو گئے یا یہ واقعہ نخلہ سے واپس آتے وقت مقام حجون میں ہوا' جب جنات زیادہ تھے (روح) یا یہ ان جنات کا کلام ہے جو انہوں نے اپنی قوم سے کیا ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی میں خاص لذت ہے جیسے جسمانی غذاؤں میں لذت ہوتی ہے' ایسے ہی اس روحانی غذا میں ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ لذت ذکر انسان' جنات بلکہ حیوانات کو بھی محسوس ہوتی ہے۔ شجر و حجر بھی محسوس کرتے ہیں' اس سے صوفیاء کا وجد ثابت ہوا ۱۴۔ حضور ساری مخلوق سے پہلے رب کے عابد ہیں' اور باوجود اس کے کہ مشرکین میں جلوہ گر ہوئے مگر آپ کا دامن شرک و کفر' معاصی اور عیوب سے پاک رہا' یہ حضور کی نعت ہے معلوم ہوا کہ اپنا دین و ایمان' اخلاص لوگوں پر ظاہر کرنا چاہیے' تاکہ لوگ اس پر عمل کریں' اس سے تقیہ کی جڑ کٹ گئی ۱۵۔ اس میں مشرکین سے خطاب ہے (روح) یعنی تم چونکہ مشرک ہو' اس لئے میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں۔

ع ۹ ۱۲

اَحَدًا ۝ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ

گا اور ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤں گا ۱؎ مگر اللہ کے پیام پہنچاتا

اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ

اور اس کی رسالتیں ۲؎ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے ۳؎ تو بیشک اس کیلئے جہنم

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ

کی آگ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ دیا جاتا ہے

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ

تو اب جان جائیں گے کہ کس کا مددگار کمزور ہے ۴؎ اور کس کی گنتی کم ۵؎ تم فرماؤ

اِنْ اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْۤ

میں نہیں جانتا آیا نزدیک ہے ۶؎ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب اسے کچھ وقفہ

اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا

دے گا ۷؎ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا ۸؎ سوائے

مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

اپنے پسندیدہ رسولوں کے ۹؎ کہ ان کے آگے پیچھے پہرہ مقرر کر دیتا ہے ۱۰؎

وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ

تاکہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیام پہنچا دیئے ۱۱؎ اور جو کچھ ان کے پاس

وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

سب اس کے علم میں ہے اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے ۱۲؎

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۲۰ رُكُوْعُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ

اے جھرمٹ مارنے والے ۱؎ رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے ۲؎ آدھی رات یا اس سے

۱۔ اگر بفرض محال میں رب کی نافرمانی کروں اس کی تفسیر وہ آیت ہے فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ورنہ حضور تو خود ہم جیسے کروڑوں کی پناہ ہیں ۲۔ یعنی تبلیغ نبوت و رسالت میرا فرض ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ میں اگر رب کے احکام کی تبلیغ کروں' تو یقیناً" میرے لئے پناہ اور امن ہے' اور میں نفع پہنچا سکتا ہوں (روح) ۳۔ معلوم ہوا کہ عذاب کا استحقاق اللہ رسول کی نافرمانی پر ہے اگر صرف اللہ کی نافرمانی ہو تو عذاب نہیں آتا' رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اس لئے جس وقت تک نبوت کے احکام نہ پہنچے وہ کسی کام سے جہنمی نہیں ہو سکتا' صرف توحید کا عقیدہ اس کی نجات کے لئے کافی ہے اسی لئے فرعون و نمرود بغیر نبی کی مخالفت کے معذب نہیں ہوئے یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہاں نافرمانی سے مراد عقاید میں نافرمانی ہے' کیونکہ خلود اسی کے لئے ہے ۴۔ کافر کے مددگار قوی ہیں یا مومن کے۔ ۵۔ کافر کے مددگار زیادہ ہیں یا مومن کے یقیناً" مومن کے مددگار زیادہ ہیں کہ ان کے مددگار نبی فرشتے' صالح مومن سب ہی ہیں' کافر کا مددگار کوئی نہیں معلوم ہوا کہ اللہ

(بقیہ صفحہ ۹۱۵) تعالیٰ نے مومنوں کے مددگار اور نبی کے خدمت گار بہت مقرر فرمائے ہیں' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَہِیْرٌ ۶۔ یعنی بغیر تعلیم الٰہی میں نہیں جانتا' لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ نہ اس حدیث کے خلاف ہے کہ حضور نے فرمایا' ہم اور قیامت ملی ہوئی دو انگلیوں کی طرح ہیں ۷۔ یہاں درایت کی نفی ہے نہ کہ علم کی' درایت کہتے ہیں اٹکل و قیاس سے جاننا۔ یعنی یہ علم وحی سے حاصل ہوا نہ کہ اٹکل و قیاس سے۔ اس لئے آگے فرمایا جا رہا ہے۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ' رب فرماتا ہے۔ وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ اور فرماتا ہے۔ مَاکُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ ان سب میں درایت کی نفی ہے اور کبھی یہ الفاظ سوال پر اظہار ناراضگی کے لئے بولے جاتے ہیں' اور کبھی نہ بتانے کے لئے ۸۔ عالم کی چیزیں صفات الٰہی کی مظہر ہیں' مگر بعض صفات کی تجلی رب نے ساری مخلوق پر ڈالی ہے جیسے وجود و حیات اور بعض کی خاص پر جیسے ملک علم' اور بعض کی کسی پر نہیں' جیسے ازلی یا خالق ہونا' آئینہ آفتاب کی تجلی پا کر سورج نہیں بن جاتا' ایسے ہی بندہ تجلی صفت الٰہی پا کر رب نہیں بن جاتا ۹۔ کہ انہیں خاص غیوب پر پوری اطلاع دیتا ہے اور اعلیٰ درجہ کا کشف دیتا ہے' اگرچہ بعض اولیاء اللہ کو بھی علوم غیبیہ بخشے جاتے ہیں۔ مگر نبی کے واسطہ سے' پھر بھی نبی کا علم ان کے علم سے اعلیٰ ہوتا ہے ۱۰۔ یعنی جب رب تعالیٰ علوم غیبیہ کی وحی بھیجتا ہے تو وحی لانے والے فرشتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے تاکہ شیاطین دور رہیں اور کوئی غیبی وحی سن کر کاہنوں تک نہ پہنچاویں ۱۱۔ یعنی یہ پہرہ اس لئے لگایا جاتا ہے کہ وحی الٰہی صحیح طور پر اپنی جگہ پہنچ جائے یعنی نبی تک درمیان میں چوری نہ ہو ۱۲۔ یعنی یہ پہرہ چوکی اس غیبی خبر کی حفاظت کے لئے ہے' رب تعالیٰ علیم و خبیر ہے اور اس کے فرشتے و رسول سب امین ہیں۔ ان کے علوم رب کی عطاء سے ہیں' عددا سے معلوم ہوا کہ چیزیں متناہی ہیں اور شمار کے لائق' کیونکہ گنتی محدود ہی کی ہو سکتی ہے ۱۳۔ اے چادر اوڑھنے والے' ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ اس حال میں اس ادا سے آپ کو پکارا گیا' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دیگر نبیوں کو قرآن کریم میں ان کے نام شریف سے پکارا گیا مگر حضور کو آپ کی صفات شریف سے' دوسرے یہ کہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہے اس کے معنی صوفیاء یہ فرماتے ہیں کہ اے بشریت کی چادر اوڑھ کر مخلوق میں جانے والے محبوب یا اے عبادت و ریاضت کا لباس پہننے والے (از عزیزی) ۱۴۔ یعنی رات کا بہت حصہ رب کی عبادت میں گزارو' کچھ وقت آرام کرو۔

اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۝۳ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝۴

کچھ کم کرو ۱ یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو ۲

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝۵ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ

بیشک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے ۳ بیشک رات کا اٹھنا وہ زیادہ

اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ۝۶ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا

دباؤ ڈالتا ہے ۴ اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے ۵ بیشک دن میں تو تم کو بہت سے

طَوِیْلًا ۝۷ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ۝۸ رَبُّ

کام ہیں ۶ اور اپنے رب کا نام یاد کرو ۷ اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو ۸ وہ پورب

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ۝۹

کا رب اور پچھم کا رب ۹ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ ۱۰

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ۝۱۰

اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو ۱۱

وَذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا ۝۱۱ اِنَّ

اور مجھ پر چھوڑو ۱۲ ان جھٹلانے والے مالداروں کو ۱۳ اور انہیں تھوڑی مہلت دو ۱۴ بیشک

لَدَیْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِیْمًا ۝۱۲ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا

ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک

اَلِیْمًا ۝۱۳ یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ

عذاب ۱۵ جس دن تھرتھرائیں گے زمین اور پہاڑ اور پہاڑ ہو جائیں گے ریتے کا ٹیلا

كَثِیْبًا مَّهِیْلًا ۝۱۴ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ

بہتا ہوا ۱۶ بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے ۱۷ کہ تم پر حاضر ناظر ہیں ۱۸

كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝۱۵ فَعَصٰی فِرْعَوْنُ

جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے ۱۹ تو فرعون نے اس رسول کا حکم

۱۔ آدھی رات عبادت کرو' یا اس سے کچھ کم و بیش' آپ کو اختیار ہے' معلوم ہوا کہ نماز تہجد بقدر رغبت پڑھے' اس کی زیادتی کمی کا بندہ کو اختیار ہے' کہ کم از کم دو رکعت پڑھے زیادہ آٹھ یا بارہ' خیال رہے کہ شروع اسلام میں نماز تہجد واجب یا فرض تھی ۲۔ معلوم ہوا کہ نماز میں تلاوت قرآن نہایت اطمینان سے کرنی چاہیے۔ جس سے حروف صحیح ادا ہوں۔ مد شد وغیرہ ظاہر کرنا فرض ہے۔ خیال رہے کہ ایک رات میں قرآن کریم ختم کرنا اس کو منع ہے جو قرآن صاف نہ پڑھ سکے یا بے رغبتی اور سستی سے پڑھے۔ ۳۔ یعنی عنقریب احکام کی آیات نازل فرمائیں گے جو لوگوں پر بھاری پڑیں گی اس لئے آپ ابھی سے انہیں بھاری احکام کا عادی بنائیں ۴۔ یعنی رات کو نماز کے لئے سو کر جاگنا دیگر نمازوں سے گراں ہے معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز سو کر پڑھنی چاہیے ۵۔ تہجد کی نماز بہت اہم اور فائدہ مند ہے۔ جیسا

(بقیہ صفحہ ۹۱۶) خشوع و خضوع اس میں حاصل ہوتا ہے دوسری نمازوں میں حاصل نہیں ہوتا ۶۔ یعنی دن میں آپ کو تبلیغی مشاغل بہت ہیں' لہٰذا ہم سے باتیں کرنے کے لئے رات کا وقت زیادہ موزوں ہے ۷۔ قرآن شریف پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو' یا نمازوں کے علاوہ اور وقتوں میں بھی رب کا نام لیا کرو۔ تسبیح و تہلیل کیا کرو ۸۔ یعنی نماز کے علاوہ بھی آپ کی زندگی شریف کا رنگ یہ ہو کہ دست بکار' دل بیار' آپ کے دل میں رب کے سوا کچھ نہ ہو۔ لہٰذا اس آیت سے ترک دنیا ثابت نہیں ہوتی یہ اسلام میں منع ہے ۹۔ تمام عالم کا رب ہے کیونکہ سب کچھ پورب پچھم کے ہی درمیان ہے ۱۰۔ کہ اسباب پر عمل کرو مگر بھروسہ صرف رب پر کرو' لہٰذا

الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿١٦﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ

نہ مانا تو ہم نے اسے سخت گرفت سے پکڑا پھر کیسے بچو گے اگر

اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿١٧﴾ السَّمَآءُ

کفر کرو اس دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا آسمان اس کے

مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿١٨﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ

صدمہ سے پھٹ جائے گا اللہ کا وعدہ ہو کر رہنا بے شک یہ نصیحت ہے

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ

تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم

تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ

قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت

مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ

تمہارے ساتھ والی اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے اسے معلوم ہے کہ

لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ

اے مسلمانو تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی اب قرآن

عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي

میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو اسے معلوم ہے کہ عنقریب کچھ تم میں سے بیمار ہوں گے اور کچھ

الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ

زمین میں سفر کریں گے اللہ کا فضل تلاش کرنے اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

ہوں گے تو جتنا قرآن میسر ہو پڑھو اور نماز قائم رکھو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا

اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دو اور اپنے لئے

اسباب توکل کے خلاف نہیں' دیکھو رب نے ہجرت سے پہلے جہاد فرض نہ کیا کہ اس وقت اسباب جہاد نہ تھے ۱۱۔ اور ان پر جہاد نہ کرو لہٰذا یہ آیت جہاد کے حکم سے منسوخ ہے یا کفار سے دور رہو' ان سے میل ملاپ نہ رکھو' محبت نہ رکھو تو محکم ہے ۱۲۔ یعنی کفار کو میرے حوالہ رکھو تم ان کی شفاعت نہ کرو' میں جانوں میرا عذاب' معلوم ہوا کہ حضور مومن کو چھوڑتے نہیں۔ انہیں اپنے دامن میں رکھتے ہیں ۱۳۔ کہ ان سے تمہارا بدلہ لوں گا' معلوم ہوا کہ اکثر مالدار ہی پیغمبروں کے مقابل آتے ہیں' غرباء زیادہ تر ایمان لے آتے ہیں ۱۴۔ جب تک حکم جہاد نہ آ جائے کفار سے بدلہ نہ لو' اس صورت میں یہ آیت منسوخ ہے یا ان کی موت تک انہیں مہلت و آرام میں رہنے دو مگر مسلمانوں کو مہلت نہ دو' انہیں ہر قسم کے شرعی احکام کا حکم دو ۱۵۔ یہ سب ان بدبختوں کے لئے ہے جو اے محبوب تمہارے منکر ہیں' گنہگار مسلمان انشاء اللہ ان عذابوں سے محفوظ ہوں گے ۱۶۔ اِلَيْكُمْ میں یا اہل مکہ سے خطاب ہے یا تمام مسلمانوں سے یا تمام انسانوں سے یا تمام مخلوقات سے۔ ہر صورت پر عجیب فوائد ہیں رَسُوْلًا سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام کے رسول ہیں رب فرماتا ہے۔ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا اور فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم میں اور رسول میں اول پیدائش ہی سے فرق ہے وہ یہ کہ ہم سب رب کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کئے ہوئے بھی ہیں اور بھیجے ہوئے بھی۔ جیسے کسی ملک میں دوسرے ملک کے عام باشندے کی آمد اور سفیر یا وزیر کی آمد ہم یہاں اپنی ذمہ داری پر آئے ہیں اور حضور رب کی ذمہ داری پر' اس لئے ان کا ہر کلام و کام رب کی طرف سے ہے' ہم نے یہاں آ کر سیکھا' حضور سیکھ کر آئے حضور کے ذریعہ مخلوق و خالق کا تعلق قائم ہے جیسے سفیر کے ذریعہ دو ملکوں کا یا وزیر کے ذریعہ بادشاہ و رعایا کا ۱۸۔ شاہد گواہ اور حاضر' اور محبوب اور مشاہدہ کرنے والے کو کہتے ہیں' ہر صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ تم گناہوں سے بچو' اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے غیرت کرو جو تمہارے ہر حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور تمہارے گواہ ہیں ۱۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیونکہ ہارون علیہ السلام وزیر تھے۔

۱۔ اور رسول کی نافرمانی رب کی نافرمانی ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ محض رب کی نافرمانی سے عذاب نازل نہیں ہوتا' جب تک کہ پیغمبر کی مخالفت نہ ہو' کیونکہ فرعون حضرت موسیٰ کی تبلیغ سے پہلے ہی کافر تھا مگر عذاب حضرت موسیٰ کی مخالفت سے آیا' رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت رب کی توفیق سے ملتی ہے' فرعون کے جادوگر ایک آن میں ایمان لے آئے' اور خود فرعون جس نے حضرت موسیٰ کی پرورش کی کافر رہا' اور آسیہ اور مشاطہ مومن ہو گئے

بقیہ صفحہ ۹۱۸ پر

ا۔ زندگی میں جو نیکی کرلو گے' اس میں نماز صدقات' مہمان نوازی صلہ رحمی وغیرہ سب کچھ داخل ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص کو دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔ گنہگار گناہ سے معافی چاہے نیک کار نیکی کر کے استغفار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ ہر قصور معاف فرمانے والا ہے۔ ۳۔ یا اپنی امت کو چادر رحمت اوڑھا کر ان کی عیب پوشی کرنے والے' یا اے نبوت کا دثار یعنی بالائی لباس پہننے والے' خیال رہے کہ نبوت حضور کا دثار ہے اور ولایت حضور کا شعار یعنی اندرونی لباس ۴۔ یعنی ڈراؤ ہر شخص کو ہر زمانہ میں ہر طرح کیونکہ تمہاری نبوت وقت جگہ' قوم سب کو عام ہے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو علیم و خبیر بنا کر رب نے پیدا کیا کیونکہ ابھی تک قرآن میں جہنم

لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ

جو بھلائی آگے بھیجو گے لے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی

اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾

پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۲

سورۃ المدثر مکیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰیاتہا ۵۶ رکوعہا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ﴿۳﴾ وَثِيَابَكَ

اے بالاپوش اوڑھنے والے ۳ کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ ۴ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے

فَطَهِّرْ ۪ۙ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۪ۙ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ

کپڑے پاک رکھو ۵ اور بتوں سے دور رہو ۶ اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو ۷ اور اپنے

فَاصْبِرْ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ

رب کیلئے صبر کئے رہو ۸ پھر جب صور پھونکا جائے گا ۹ تو وہ دن کڑا

عَسِيْرٌ ۙ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ

دن ہے کافروں پر آسان نہیں ۱۰ اسے مجھ پر چھوڑ جسے میں نے

وَحِيْدًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۙ﴿۱۳﴾

اکیلا پیدا کیا ۱۱ اور اسے وسیع مال دیا ۱۲ اور بیٹے دیئے سامنے حاضر رہتے ۱۳

وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۙ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۙ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ

اور میں نے اس کے لئے طرح طرح کی تیاریاں کیں ۱۴ پھر یہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں

كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ؕ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ؕ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ

ہرگز نہیں ۱۵ وہ تو میری آیتوں سے عناد رکھتا ہے قریب ہے کہ میں اسے آگ کے پہاڑ صعود پر چڑھاؤں ۱۶

قَدَّرَ ۙ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ﴿۲۰﴾

۱۷ بیشک وہ سوچا اور دل میں کچھ بات ٹھہرائی ۱۸ تو اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی ۱۹

منزل ۷

وغیرہ کا ذکر نازل نہ ہوا تھا مگر فرمایا گیا کہ انہیں ڈراؤ' اگر حضور ان چیزوں سے واقف نہیں تو ڈرائیں کیسے اس لئے حضور نے فرمایا کہ میں نذیر عریاں ہوں یعنی خطرہ کو دیکھ کر ڈرانے والا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے علاوہ بھی نجس کپڑا نہ پہنے کیونکہ ابھی نماز فرض نہ ہوئی تھی مگر لباس کی پاکی کا حکم دیا گیا ۶۔ ان کی تعظیم یا عبادت نہ کرو (شان نزول) حضور فرماتے ہیں کہ کوہ حرا پر مجھے ندا ہوئی کہ اے محبوب آپ اللہ کے رسول ہیں' دائیں بائیں دیکھا کوئی بولنے والا نظر نہ آیا' اوپر دیکھا تو فرشتہ دکھائی دیا مجھ پر رعب طاری ہوا' اور میں نے خدیجہ کبریٰ سے کہا کہ ہمیں چادر اوڑھا دو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۷۔ یعنی کسی کو نیوتہ کے طور پر نہ دو' جو جسے بخشش کرو' کرم کریمانہ کے طور پر کرو۔ خیال رہے کہ نیوتہ اور عوض کے طور پر ہدیہ دینا جائز ہے مگر حضور کی شان ارفع اور اعلیٰ ہے' اس لئے رب نے حضور کو اس سے منع فرمایا ۸۔ رب کے احکام پر قائم رہو یا کفار کی ایذا برداشت کرو ۹۔ دوسرا نغمہ جب کہ سب اٹھائیں جائیں گے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کا دن مومنوں پر آسان ہو گا انشاء اللہ ۱۱۔ (شان نزول) ماں کے پیٹ سے' اس وقت نہ اس کے پاس مال تھا نہ یار مددگار نہ اولاد' ولید بن مغیرہ مخزومی کو اہل مکہ وحید کہا کرتے تھے یعنی یکتا' اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی' یا وحید سے مراد حرامی ہے بغیر صحیح باپ ۱۲۔ چنانچہ ولید تین لاکھ دینار کا مالک تھا' طائف میں اس کا بہت بڑا باغ تھا' جس میں ہر قسم کے پھل تھے جو سارا سال رہتے (خزائن و عزیزی) ۱۳۔ ولید کے دس بیٹے تھے' جنہیں نوکری یا تجارت کے لئے کبھی باہر جانے کی ضرورت نہ پڑتی تھی' ہر وقت اس کے پاس ہی رہتے تھے۔ ان میں سے تین ایمان لائے خالد' ہشام' عمارہ' یا ولید بن ولید (روح) ۱۴۔ اسے ریاست و عزت بخشی' چنانچہ ولید اپنی قوم کا چودہری تھا' لوگوں کے فیصلے کرتا تھا اور سب اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۱۵۔ یعنی ولید اتنا حریص ہے کہ اس مال و جاہ پر صبر نہیں کرتا' زیادتی کی کوشش میں ہے' چاہتا ہے کہ باوجود ناشکرا ہونے کے اس کو برکت ملے' یہ نہ ہو گا۔ اس آیت کے نزول کے بعد اس کے مال و عزت میں کمی شروع ہو گئی' آخر کار بڑی خواری سے مرا۔ (خزائن و روح) ۱۶۔ صعود دوزخ میں ایک پہاڑ کا نام ہے جس کی بلندی پچاس سال کی راہ ہے۔ ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نعت رب کی حمد سوچنا ایمان ہے' اپنے گناہ رب کے انعام سوچنا عبادت ہے' مگر اللہ کے پیاروں میں عیب سوچنا' ان میں بے علمی کے دلائل بتانا کفر ہے اور ولیدی فکر ہے' پہلا فکر حسانی فکر ہے ۱۸۔ ایک بار ولید نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سورہ حم سجدہ کی کچھ آیتیں سنیں اور قوم میں آکر قرآن کریم کی بہت تعریف کی' جس سے قوم بھڑک گئی' ابو جہل نے کہا کہ میں ولید کو ٹھیک کروں گا ولید کے پاس آکر بولا کہ قریش کہتے ہیں کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اس لئے کرتا ہے کہ ان سے کچھ مال حاصل کرے' قریش تیرے لئے کچھ چندہ کرنے کو تیار ہیں' ولید غصہ

ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ

پھر نظر اٹھا کر دیکھا لے پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑا پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا پھر بولا

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾

یہ تو وہی جادو ہے اگلوں سے سیکھا یہ نہیں مگر آدمی کا کلام ۲ کوئی دم جاتا ہے کہ میں اسے

سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا

دوزخ میں دھنسا تا ہوں ۳ اور تم نے کیا جانا دوزخ کیا ہے، نہ چھوڑے نہ لگی

تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ

رکھے ۴ آدمی کی کھال اتار لیتی ہے اس پر انیس داروغہ ہیں ۵ اور ہم نے دوزخ کے

اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۪ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا

داروغہ نہ کئے مگر فرشتے ۶ اور ہم نے یہ گنتی نہ رکھی مگر

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

Page-919.bmp

کافروں کی جانچ کو ۷ اس لئے کہ کتاب والوں کو یقین آئے ۸

وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور ایمان والوں کا ایمان بڑھے ۹ اور کتاب والوں اور مسلمانوں کو

الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

کوئی شک نہ رہے ۱۰ اور دل کے روگی اور کافر

مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ

کہیں ۱۱ اس اچنبھے کی بات میں اللہ کا کیا مطلب ہے ۱۲ یونہی اللہ گمراہ

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ

کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے ۱۳ اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے

رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾

سوا کوئی نہیں جانتا ۱۴ اور وہ تو نہیں مگر آدمی کیلئے نصیحت ۱۵ ہاں ہاں چاند کی قسم

رکوع ۱۵

(بقیہ صفحہ ۹۱۸) میں بھر کر بولا کہ کیا لوگوں کو خبر نہیں کہ میں بڑا مالدار ہوں' اور اصحاب رسول نے تو کبھی سیر ہو کر کھانا بھی نہ کھایا۔ وہ مجھے کیا دیں گے' پھر ابو جہل کے ساتھ قریش کے پاس آ کر بولا کہ کیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیوانہ ہیں' وہ بولے نہیں' کیا شاعر ہیں وہ بولے نہیں' کیا کاہن ہیں بولے نہیں کیا جھوٹے ہیں وہ بولے نہیں لوگوں نے کہا اچھا تو ہی بتا وہ کیا ہیں' تو کچھ سوچ کر بولا کہ وہ تو جادوگر ہیں ان کے جادو کی وجہ سے لوگ ان کے ہو جاتے ہیں۔

۱۔ معلوم ہوا کہ حضور کو صدیقی نگاہ سے دیکھنا عبادت ہے جس سے صحابیت حاصل ہوتی ہے اور ابو جہلی نگاہ سے دیکھنا بے ایمانی ہے' دیکھو یہاں رب نے ولید کی بے ایمانی ایک یہ بھی بیان کی کہ وہ مردود میرے محبوب کو نظر بد سے دیکھتا ہے۔ ۲۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں سے جادو سیکھا ہے پھر جادو کے زور سے ایسا دلکش قرآن بنایا ہے جو دل میں ایسا اثر کرتا ہے' خیال رہے کہ ولید خود بھی اپنے کو اس بکواس میں جھوٹا سمجھتا تھا کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں ہی رہے باہر نہ رہے اور مکہ معظمہ میں نہ جادوگر تھے' نہ وہاں جادو کا زور تھا' پھر حضور انور نے کس سے جادو سیکھا اور کہاں سے سیکھا' کب سیکھا' اس کی ان باتوں پر خود اس کا ضمیر لعنت کرتا تھا ۳۔ یعنی ولید اپنی ان بکواسوں کی وجہ سے دوزخی ہو چکا' بس مرا اور دوزخ میں گیا کہ اسے قبر میں دوزخ کا عذاب پہنچے گا اور بعد قیامت وہ خود دوزخ میں دھنسے گا ۴۔ یعنی دوزخ نہ تو کسی مستحق کو چھوڑے' نہ دوزخی کے جسم پر گوشت پوست چھوڑے' سب کچھ جلا دے گی۔ پھر دوبارہ بنے گا' پھر جلا دے گی' علیٰ ہذا ۵۔ ایک سردار باقی اٹھارہ ماتحت' جن کی آنکھیں بجلی کی کوند کی طرح دہکتی ہیں' چونکہ دن رات میں گھنٹے چوبیس ہیں جن میں سے پانچ تو پانچ نمازوں کے باقی انیس بچے' اسی لئے وہ فرشتے انیس رکھے گئے' ہر گھنٹہ کے گناہوں پر علیحدہ فرشتہ سزا دے گا ۶۔ نہ انسان نہ جن' تاکہ جہنمیوں پر رحم نہ کھائیں کیونکہ ہم جنس ہم جنس پر ترس کھا جاتا ہے ۷۔ جب پچھلی آیت نازل ہوئی تو ابو جہل بطور مذاق اپنے ساتھیوں سے بولا کہ دوزخ کے فرشتے انیس ہیں۔ ایک ایک کو ہم دس دس لپٹ جائیں گے ابو الاسد بولا میں اکیلا ان میں سے دس کو کافی ہوں' باقی تم نپٹ لینا' یعنی یہ بدنصیب انیس کے عدد کی حکمت میں غور نہیں کرتے' مذاق اڑا کر اپنے کفر میں اور زیادتی کر لیتے ہیں ۸۔ کیونکہ توراۃ و انجیل میں بھی ان فرشتوں کی تعداد انیس ہی مذکور ہے اس آیت کو اپنی کتب کے موافق پا کر قرآن کو حق مانیں ۹۔ اس طرح کہ مومن ان فرشتوں کی تعداد پر بلا تامل ایمان لائیں' یہاں عقلی گھوڑے نہ دوڑائیں' جس سے ان کا ایمان اور کامل ہو جائے' اہل کتاب اپنی کتابوں میں اس تعداد کو دیکھ کر حضور کو سچا نبی مان لیں اور کفار اس تعداد پر عقلی گھوڑے دوڑا کر انکار کریں' مذاق اڑائیں' معلوم ہوا کہ حضور کے فرمان پر بلا دلیل ایمان لانا کمال ہے' یہاں بے عقلی عین عقل ہے۔ مصرع:۔

عقل قرباں کن بہ پیش مصطفیٰ

۱۰۔ پہلے اہل کتاب سے مراد ان کے علماء اور مومنین سے مراد کامل ایمان والے تھے' یہاں اہل کتاب سے ان کے عوام جہلا اور مومنین سے ضعفاء مومنین مراد ہیں' لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۱۱۔ یعنی منافق' اس میں خبر غیب ہے کہ بعد ہجرت مدینہ منورہ میں منافق ہوں گے۔ کیونکہ مکہ مکرمہ میں کوئی منافق نہ تھا۔ یا مومن مخلص تھے

(بقیہ صفحہ ۹۱۹) یا کافر مجاہر۔ آج بھی بعض ظاہری مسلمان چھپے کافر ہیں' ان جیسی آیات کا مذاق اڑاتے ہیں ۱۲۔ اس نے دوزخ کے فرشتے کم و بیش کیوں مقرر نہ کئے' انیس کیوں رکھے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ قرآنی آیات سے سب کو ہدایت نہیں ملتی' سورج سے سب روشنی نہیں لیتے' چمگادڑ بھاگتا ہے' ان جیسی آیات کا مذاق اڑانے والے گمراہ ہو جاتے ہیں' مان لینے والے ہدایت پر آجاتے ہیں ۱۴۔ یعنی رب کی مخلوق کی تعداد یا فرشتوں کا شمار رب ہی جانتا ہے' خیال رہے کہ سب سے بڑی مخلوق فرشتے ہیں' اور سب سے چھوٹی اور کم تعداد مخلوق انسان ۱۵۔ قرآنی آیتیں یا دوزخ کے حالات یا ان فرشتوں کی تعداد انسانوں کی نصیحت کے لئے ہے۔

وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى

اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب اجالا ڈالے ۱ بیشک دوزخ بہت بڑی چیزوں میں

الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ

کی ایک ہے آدمیوں کو ڈراوا ۲ اسے جو تم میں چاہے کہ آگے آئے ۳ یا پیچھے

يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ

رہے ۴ ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے ۵ مگر داہنی طرف

الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾

والے ۶ باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے ۷

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾

تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی ۸ وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے ۹

وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾

اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے ۱۰ اور بے ہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾

تھے ۱۱ اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آئی ۱۲

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ

تو انہیں سفارشیوں کی سفارش ۱۳ کام نہ دے گی ۱۴ تو انہیں کیا ہوا نصیحت سے منہ

مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ

پھیرتے ہیں ۱۵ گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے

قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى

ہوں ۱۶ بلکہ ان میں کا ہر شخص چاہتا ہے کہ کھلے صحیفے اس کے ہاتھ میں

صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ۖ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّآ

دے دیئے جائیں ۱۷ ہرگز نہیں بلکہ ان کو آخرت کا ڈر نہیں ۱۸ ہاں ہاں

رکوع ۱۶

۱۔ خیال رہے کہ چاند عجیب مخلوق ہے جس سے نظام عالم قائم ہے اور رات کا آخری حصہ عاشقان الٰہی کے گریہ و زاری کا وقت ہے۔ صبح توبہ و استغفار کی ساعت' اس وجہ سے رب تعالیٰ نے ان تینوں کی قسم فرمائی' یا چاند سے مراد حضور ہیں اور رات جانے سے مراد ظلمت نفس کا دور ہونا اور صبح آنے سے مراد نور ایمان کا دل میں آنا ہے' یہ دونوں چیزیں حضور کا فیض ہیں ۲۔ یعنی دوزخ سے ڈر کر لوگ ایمان و تقویٰ و عرفان اختیار کرتے ہیں' یہ خوف ہی انسان کو سیدھا کرتا ہے ۳۔ ایمان کی طرف آئے کفر سے بھاگے یعنی دوزخ کا ذکر اسے فائدہ پہنچائے گا جس میں یہ صفت ہو ۴۔ یعنی قرآن شریف ہر بشر کو ڈرانے والا ہے خواہ وہ بشر ایمان و نیک اعمال کر کے آگے ہو جائے یا بے ایمانی و بد عملی کر کے پیچھے رہ جائے قرآن شریف سب کو ڈرا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان اپنے اعمال میں خود مختار ہے ۵۔ یعنی قیامت میں ہر شخص اپنی بد عملی کے باعث ایسا قید ہو گا جیسے مرہون چیز' قرض خواہ کے پاس، سوا ان صالحین کے جو عرش کے داہنے جانب ہوں' وہ آزاد ہوں گے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کی تمام قوتیں ایسی قوی ہو جائیں گی کہ باوجود انتہائی فاصلہ کے جہنمیوں کے حالات دیکھ لیں گے' اور ان سے بات کر لیں گے' جیسے دنیا میں بعض مقبول بندے سارے عالم کو کف دست کی طرح دیکھتے ہیں۔ حضرت سلیمان نے بہت دور سے چیونٹی کی آواز سن لی ۷۔ یہ سوال دوزخیوں کو شرمندہ کرنے کے لئے ہو گا ورنہ جنتی جانتے ہوں گے کہ یہ لوگ کفر کے باعث دوزخ میں رکھے گئے' خیال رہے کہ گنہگار مومن جو دوزخ میں ہوں گے جنتی لوگ ان سے یہ سوال نہ کریں گے ان کی تو شفاعت کریں گے اور انہیں باذن الٰہی دوزخ سے نکال لے جائیں گے' لہٰذا آیت واضح ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار عذاب آخرت کے حق میں عبادتوں کے مکلف ہیں کہ انہیں نماز نہ پڑھنے' زکوٰۃ نہ دینے پر بھی عذاب ہو گا' شریعت میں وہ اس کے مکلف نہیں' اس لئے نو مسلم پر زمانہ کفر کی نمازوں کی قضا نہیں' یا یہ مطلب ہے کہ ہم نماز پڑھنے والی جماعت سے نہ تھے' یعنی مومن نہ تھے مگر پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں ۹۔ یعنی صدقہ مقبول نہ دیتے تھے' ورنہ بہت کفار بڑی بڑی خیراتیں کرتے سبیلیں لگاتے' لنگر جاری کرتے ہیں مگر بالکل بیکار جڑ کٹ جانے پر شاخوں کو پانی دینا بے کار ہے ۱۰۔ یعنی کافروں کے ساتھ اسلام اور بانئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگاتے تھے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے' عمر بھر کا کافر مرتے وقت مومن ہو جائے تو مومن ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت نہ ہونا کفار کے لئے ہو گا' مومن کے لئے شفاعت ہو گی یہ بھی معلوم ہوا کہ شفاعت کرنے والے بہت ہیں' جیسا کہ شافعین جمع سے پتہ چلا حضور کو شفیع المذنبین اسی لئے کہتے ہیں کہ شفاعت کبریٰ کا سہرا حضور کے سر ہے ۱۳۔ خیال رہے کہ یہاں شفاعت کے نفع نہ دینے کے یہ معنی

(بقیہ صفحہ ۹۲۰) ہیں کہ ان کے لئے شفاعت ہوگی ہی نہیں' یہ مطلب نہیں کہ شفاعت تو ہو مگر فائدہ نہ دے ۱۴۔ اس طرح کہ قرآن اور حضور کا وعظ سن کر بھی ایمان نہیں لاتے معلوم ہوا کہ جسے نبوت کی تبلیغ ہی نہ پہنچے' وہ اس میں داخل نہیں ۱۵۔ یعنی یہ کفار حماقت و بیوقوفی میں گدھے کی طرح ہیں' یہ قرآن یا صاحب قرآن سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے جنگل میں شیر کو دیکھ کر گدھے بدکتے اور بھاگتے ہیں۔ اس آیت سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ انسان شکل میں یکساں ہیں مگر فطرت میں مختلف' کسی کی فطرت گدھے کی' کسی کی کتے کی' کسی کی شیر کی اور کسی کی فطرت فرشتوں سے اعلیٰ۔ پتھر اور جانور بھی ابو جہل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق کرتے تھے جو تمام انسانوں کو یکساں مانے وہ پتھر و جانور سے بھی زیادہ بے عقل ہے دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ نے ان سرداران قریش کو گدھوں سے تشبیہ دی جو دنیا میں بڑے عقلمند اور سردار مانے جاتے تھے' معلوم ہوا کہ جس عقل سے اللہ رسول نہ ملیں وہ عقل نہیں حماقت ہے اور جو عزت ان پر نچھاور نہ ہو وہ ذلت ہے یہی حال علم و مال وغیرہ کا ہے ۱۶۔ (شان نزول) کفار مکہ نے کہا تھا کہ ہم آپ پر تب ایمان لائیں گے جب کہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس اس کے نام پر علیحدہ علیحدہ غیبی کتابیں آئیں جن میں لکھا ہو کہ اے فلاں ایمان لا حضور حق ہیں' اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۱۷۔ یعنی کفار کی یہ حیلہ بازیاں ہیں ان کے دل میں خوف ہوتا تو کبھی آپ پر ایمان لانے میں تامل نہ کرتے' انہوں نے کنکروں' پتھروں کو کلمہ پڑھتے دیکھ لیا' چاند پھٹتے' سورج واپس آتے دیکھا۔

إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن

بے شک وہ نصیحت ہے تو جو چاہے اس سے نصیحت لے اور وہ کیا نصیحت مانیں مگر جب

يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

اللہ چاہے وہی ہے ڈرنے کے لائق اور اسی کی شان ہے مغفرت فرمانا

سُورَةُ الْقِيَامَةِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ | آیاتہا ۴۰ رکوعہا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿١﴾ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾

روز قیامت کی قسم یاد فرماتا ہوں اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرے

أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ﴿٣﴾ بَلَىٰ قَادِرِينَ

کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہ فرمائیں گے کیوں نہیں ہم قادر ہیں

عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ﴿٤﴾ بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ

کہ اس کے پور ٹھیک بنا دیں بلکہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کی نگاہ کے سامنے

أَمَامَهُ ﴿٥﴾ يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿٦﴾ فَإِذَا بَرِقَ

بدی کرے پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا پھر جس دن آنکھ

الْبَصَرُ ﴿٧﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿٨﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿٩﴾

چوندھیائے گی اور چاند گہے گا اور سورج اور چاند ملا دیئے جائیں گے

يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾

اس دن آدمی کہے گا کدھر بھاگ کر جاؤں ہرگز نہیں کوئی پناہ نہیں

إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾ يُنَبَّأُ الْإِنسَانُ

اس دن تیرے رب ہی کی طرف جا کر ٹھہرنا ہے اس دن آدمی کو اس کا سب

يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿١٣﴾ بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ

اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا بلکہ آدمی خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے

۱۔ ہر جگہ' ہر وقت' ہر شخص کے لئے' معلوم ہوا کہ قرآن اور حضور کا فیض غیر محدود ہے۔ ۲۔ بغیر ارادۂ الٰہی کوئی نصیحت و اسلام قبول نہیں کر سکتا جب رب کی رحمت دستگیری کرتی ہے تب انسان کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ انسان مجبور ہے' کیونکہ انسان بااختیار اور بااراده ہے مگر اس کا ارادہ و اختیار رب کے ارادہ کے تابع ہے جب وہ چاہتا ہے تب یہ چلتا ہے ۳۔ یہاں ڈر سے مراد معبودیت و عبدیت کا خوف ہے' یہ خوف صرف رب سے ہو سکتا ہے' دوسری قسم کے خوف مخلوق سے بھی ہو سکتے ہیں' لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں ۴۔ چونکہ قیامت کا دن بہت اہم ہے' جس میں سوا رب کے کسی کی بادشاہت نہیں اور جس میں ساری خلقت کا فیصلہ ہو گا اس لئے اس کی قسم ارشاد فرمائی' اظہار اہمیت کے لئے ۵۔ اس سے مراد یا آدم علیہ السلام ہیں جو ہمیشہ اپنی خطا پر نادم رہے یا ہر وہ انسان جو دوسروں کو گناہ پر ملامت کرے جیسے عالم' شیخ' بادشاہ عادل' نیک باپ وغیرہ' یا ہر وہ جو اپنے کو ملامت کرے' یا نفس لوامہ ایک نفس کا نام ہے' جو ہر شخص میں موجود ہے جو نفس امارہ کو ملامت کرتا ہے

۶۔ (شان نزول) عدی بن ربیعہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اگر میں قیامت دیکھ بھی لوں جب بھی نہ مانوں اور آپ پر ایمان نہ لاؤں کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گلی سڑی ہڈیاں پھر جمع ہوں' اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان و روح)۔ لہٰذا آدمی سے مراد عدی ہے' یا ہر وہ کافر جو منکر قیامت ہوے۔ یعنی کافر تو ہڈیاں جمع ہونے پر تعجب کر رہے ہیں' ہم تو انسان کے پورے اور بال رونگٹے بھی جمع فرمائیں گے' ہڈی کا کیا پوچھنا ۸۔ یعنی ان کفار کے یہ سوال بدی و بدکاری کی بنا پر ہیں نہ کی شبہ کی وجہ سے' آپ کی نبوت و قیامت پر بے شمار دلائل قائم ہیں' یا فجور سے مراد انکار ہے اور امام سے مراد قیامت' یعنی یہ لوگ دیدہ دانستہ قیامت کا انکار کرتے ہیں ۹۔ کس دن' کس تاریخ' کس مہینہ میں قیامت ہوگی حضور نے مسلمانوں کو یہ سب کچھ بتا دیا کہ جمعہ کے دن دسویں محرم کو قائم ہوگی ۱۰۔ کفار و فساق کی

(بقیہ صفحہ ۹۲۱) آنکھیں عذاب الٰہی دیکھ کر ۱۱۔ اس طرح کہ بالکل سیاہ ہو جائے گا ۱۲۔ اس طرح کہ دونوں بے نور ہو کر مغرب سے طلوع ہوں گے' یہ ملانا بے نور ہونے اور مغرب سے طلوع ہونے پر ہو گا' یہ اجتماع خصوصی صرف قیامت میں ہے ۱۳۔ یعنی منکر قیامت کافر کہے گا کہ کہاں جاؤں جو عذاب سے بچوں' مومن تو دامن محبوب کے دارالامان میں ہوں گے ۱۴۔ کافر کو لیکن مومن کی پناہ رب کی رحمت ہو گی ۱۵۔ اس دن خدا کے سوا کسی کو حساب دینا نہیں' سب کو اس کے حضور کھڑا ہونا ہے ۱۶۔ یعنی جو نیکیاں جوانی میں کیں اور جو بڑھاپے میں' جوانی کے اعمال کا ثواب زیادہ ہے' بڑھاپے کا کم' یا جو مال آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑ آیا۔ یا جو نیکی فورا کرلی' موقع پاتے ہی اور جو مؤخر کی' یہاں تک کہ نہ کر سکا ۱۷۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں بھی قریبا ہر شخص اپنے گناہ جانتا ہے' آخرت میں تو سب کچھ یاد ہو گا۔

بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ

اور اگر اسکے پاس جتنے بہانے ہوں سب لا ڈالے جب بھی نہ سنا جائے گا ۱۔ تم یاد کرنے کی جلدی

لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ

میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو ۲ بیشک اسکو محفوظ کرنا ۳ اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے ۴

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ

تو جب ہم اسے پڑھ چکیں ۵ اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو ۶ پھر بیشک اسکی باریکیاں

تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ

کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے ۷ کوئی نہیں بلکہ اے کافرو تم پاؤں تلے کی دوست رکھتے ہو اور

يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ

آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو ۸ کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ۹ اور کچھ منہ

يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ كَلَّآ

اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے ۱۰ سمجھتے ہوں گے کہ انکے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمر کو توڑ دے ۱۱ ہاں

اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ

ہاں جب جان گلے کو پہنچ جائے گی ۱۲ اور کہیں گے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرے ۱۳ اور وہ سمجھے گا

الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ

کہ یہ جدائی کی گھڑی ہے ۱۴ اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی ۱۵ اس دن تیرے رب ہی کی

يَوْمَئِذِ ۨ الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ

طرف ہانکنا ہے ۱۶ اس نے نہ تو سچ مانا اور نہ نماز پڑھی ۱۷ ہاں جھٹلایا

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى

اور منہ پھیرا ۱۸ پھر اپنے گھر کو اکڑتا چلا ۱۹ تیری خرابی آ لگی اب آ لگی پھر تیری خرابی آ لگی

لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ

اب آ لگی ۲۰ کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد

ع ۱۷

۱۔ یعنی اگرچہ کفار قیامت میں اپنے گناہوں کا انکار کریں گے' یا بہانے بنائیں گے' مگر دل سب کے مانتے ہوں گے کہ ہم گنہگار مجرم ہیں' ہر شخص کو اپنی بد عملی قدرتی طور پر یاد ہو گی' نامۂ اعمال سامنے ہوں گے' فرشتوں بلکہ خود اس کے اپنے اعضاء کی گواہی ہو گی' کوئی بنائے نہ بن سکے گی' لٰہذا ضروری ہے کہ بہانہ نہ بنائے۔ جرم کا اقبال کرے۔ ۲۔ (شان نزول) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نزول قرآن کے وقت بھول جانے کے خوف سے سننے کی حالت میں پڑھتے بھی تھے جس سے دشواری ہوتی تھی تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ درحقیقت جامع قرآن اللہ تعالٰی ہے کہ اس نے حضور کے سینہ مبارک میں قرآن کریم کو ترتیب وار جمع فرمایا' دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مظہرذات کبریا ہیں ان کا کام رب کا کام ہے کیونکہ حضور نے لوگوں کے سینوں اور ہڈیوں' پتھروں میں قرآن جمع کیا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی سورتوں کو علیحدہ علیحدہ صحیفوں میں جمع فرما کر ایک جگہ رکھا۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان تمام صحیفوں کو کتابی شکل میں جمع فرمایا مگر ان تمام کاموں کو رب نے اپنا کام قرار دیا۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضور کے زمانہ میں ہر قبیلے کو اپنی اصطلاح میں قرآن پڑھنے کی اجازت تھی کیونکہ ایک دم سب کی زبانیں بدل نہ سکتی تھیں' زمانہ عثمانی میں صرف ایک قراۃ کی اجازت باقی رہ گئی' کہ قراۃ کا اختلاف فساد کا باعث تھا ۴۔ یعنی اولاً آپ کے سینہ مبارک میں قرآن جمع فرما دینا' پھر آپ کا اسے صحیح پڑھنا ہمارے ذمہ ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور رب کی طرف سے قرآن کے حافظ' قاری' عالم' صاحب اسرار ہیں۔ کسی چیز میں کسی مخلوق کے شاگرد نہیں دوسرے یہ کہ حضرت جبریل رب و محبوب کے درمیان پیغام رساں ہیں نہ کہ حضور کے استاد اس لئے حضور کے خادم ہیں بلکہ حضرت جبریل خادم نبی ہونے کی وجہ سے تمام فرشتوں سے افضل ہیں ۵۔ یعنی جب ہم آپ پر پڑھ چکیں' معلوم ہوا کہ حضرت جبریل کا پڑھنا رب کا پڑھنا ہے کیونکہ حضور کے سامنے حضرت جبریل پڑھا کرتے تھے جسے رب نے فرمایا جب ہم پڑھ لیں ۶۔ اترتے ہوئے قرآن پر عمل کرو یا حضرت جبریل کی قراۃ کے مطابق آپ بھی قراۃ کریں' معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے طریقۂ تلاوت میں بھی اتباع ضروری ہے' اپنی طرف سے مخارج و طریقہ ادا ایجاد نہیں کر سکتے ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کا بیان نزول قرآن کے کچھ بعد بھی ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ حضرت جبریل صرف قرآن کے الفاظ لاتے تھے معانی قرآن اور اسکے احکام' اسرار بلاواسطہ رب سے عطا ہوتے تھے تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلاواسطہ رب کے شاگرد ہیں لٰہذا دنیا

(بقیہ صفحہ ۹۲۲) میں کوئی آپ جیسا عالم نہیں ہو سکتا' کیونکہ سب لوگ مخلوق سے علم لیتے ہیں حضور نے خالق سے علم لیا ۸۔ اے کافرو تم دنیا کی بہت محبت سے آخرت کو بھول یا چھوڑ بیٹھے ہو معلوم ہوا کہ محبت دنیا بری چیز ہے جبکہ آخرت بھول جاوے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں کفار و مومنین چہروں سے ہی پہچان لئے جائیں گے دوسرے یہ کہ مومنوں کے لئے دیدار الٰہی برحق ہے' ضرور ہو گا یہ مسئلہ آیات و احادیث سے ثابت ہے ۱۰۔ کالے اور بد نما دل کا حال چہروں پر نمودار ہو گا جیسے آج دل و جگر کی بیماری چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہے ۱۱۔ سخت عذاب اور رسوائی' غرضیکہ قبر سے اٹھتے ہی ہر ایک کو اپنے انجام کا پتہ لگ جائے گا بلکہ مرتے وقت ہی ۱۲۔ تمام جسم سے کھنچ کر کیونکہ جان کا نکلنا پاؤں کے ناخنوں سے شروع ہوتا ہے ۱۳۔ کہ مرنے والے کی جان آسانی سے نکلے' یا اسے شفا ہو' دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ دم درود' جھاڑ پھونک برحق ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ غافل کے لئے موت چھوٹنے کا ذریعہ ہے کہ وہ اپنے بال بچوں' گھربار سے چھوٹتا ہے اور عاقل کے لئے ملنے کا ذریعہ کہ وہ حضور سے ملتا ہے' اسی لئے ان کی وفات کے دن کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے جیسے ریل کسی کو چھڑاتی ہے کسی کو ملاتی ہے ۱۵۔ یعنی بعد موت کفن میں پاؤں لپیٹے جائیں گے یا بوقت موت سختی پر سختی ہو گی' جان کنی اور گھربار چھوٹنے کی' خیال رہے کہ بعض عاشقوں کو بوقت وفات حضور انور کا دیدار کرایا جاتا ہے' جس سے شدت محسوس نہیں ہوتی جیسے مصری عورتوں کو جمال یوسفی میں محو ہونے کی وجہ سے ہاتھوں کے کٹنے کی شدت محسوس نہ ہوئی' یا آج کلورافارم سنگھانے سے اپریشن کی تکلیف نہیں ہوتی لہٰذا آیات و احادیث میں تعارض نہیں ۱۶۔ کفار کو ذلت کے ساتھ مومنوں کو عزت کے ساتھ ایسا پہنچایا جاوے گا جیسے پیارا پیارے کے پاس ۱۷۔ یعنی کفار پر یہ عذاب اس لئے ہوں گے کہ وہ دنیا میں نہ ایمان لائے نہ نماز پڑھی۔ معلوم ہوا کہ کفار پر عنداللہ عبادات لازم ہیں ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سے منہ پھیرنا ادھر پشت کرنا طریقہ کفر ہے اور نہ ماننے کی علامت' اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے ۱۹۔ اپنے کفر و عناد پر شیخی مارتا ہوا' معلوم ہوا کہ متکبرانہ چال کفار کی علامت ہے' مسلمان اس سے بچے' عجز و انکساری کی چال چلے رب فرماتا ہے۔ یمشون علی الارض ھونا ۲۰۔ چنانچہ جنگ بدر میں ابو جہل بہت ذلت و خواری سے دو بچوں کے ہاتھ مارا گیا' معلوم ہوا کہ ابو جہل فرعون سے بدتر ہے کہ اس کی خواری چار دفعہ بیان ہوئی' کفر پر مرنا' قبر کی سختی' قیامت کی گرفتاری' دوزخ کی ذلت و خواری (خزائن)۔

اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ

چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی

يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ

جائے پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا تو اس سے

مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ

دو جوڑ بنائے مرد اور عورت کیا جس نے یہ کچھ کیا

بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

وہ مردے نہ جلا سکے گا

ع ۲ ۱۸

سورۃ الدھر مدنیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیاتہا ۳۱ رکوعاتہا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ

بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا

شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ

نام بھی نہ تھا بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی

اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ

منی سے کہ ہم اسے جانچیں تو اسے سنتا دیکھتا کر دیا بے شک ہم نے اسے

السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّآ اَعْتَدْنَا

راہ بتائی یا حق مانتا یا ناشکری کرتا بے شک ہم نے

لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ

کافروں کے لئے تیار کر رکھی ہیں زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی آگ بے شک نیک

يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا

پئیں گے اس جام میں سے جس کی ملونی کافور ہے وہ کافور

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام رشتے مرنے پر ٹوٹ جاتے ہیں' مگر رب کی عبدیت اور حضور کی غلامی کا رشتہ دنیا و آخرت میں کبھی نہ ٹوٹے گا' اسی لئے قبر میں حضور کی پہچان کراتے ہیں' ماں باپ کی نہیں اور ہم اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد کہتے ہیں کہ فلاں ہمارا باپ تھا' مگر حضور کے لئے کہتے ہیں کہ وہ ہمارے رسول ہیں' نیز دنیاوی قانون مرنے سے ٹوٹ جاتے ہیں مگر حضور کے قانون باقی رہتے ہیں کفن' دفن' غسل و نماز حضور کے قانون ہیں' یعنی انسان دنیا و آخرت میں ہمارے قانون سے آزاد نہیں ہو سکتا' ہر جگہ قانون کا پابند ہے ۲۔ یعنی انسان گندے' ذلیل و بے قدر پانی سے پیدا ہوا۔ ۳۔ اس کے اعضا کامل کر دیئے اس میں روح پھونکی اب اگر اچھا بنے تو پاک ہے' ورنہ ناپاک کا ناپاک ہی ہے ۴۔ یعنی جو رب تعالیٰ ایسی قدرتوں والا ہے کیا وہ قیامت میں مردے زندہ نہ کرے گا' ضرور کرے گا ۵۔ یہ آیت پڑھ کر مومن کو کہنا چاہیے بلٰی یعنی ہاں ۶۔ سورۃ دہر اس کا نام

بقیہ صفحہ ۹۷۱ پر

۱۔ حضرت علی مرتضیٰ، حسن، حسین، فاطمۃ الزہرا اور بی بی فضہ رضی اللہ عنہم اور ان کے صدقے سے ان کے گنہگار غلام، اللہ ہمیں ان کی غلامی نصیب کرے ۲۔ معلوم ہوا کہ جنتی نہریں، جنتیوں کے تابع فرمان ہوں گی جدھر چاہیں گے ادھر بہیں گی ۳۔ کسی غیر ضروری عبادت کو خاص شرط کے ماتحت لازم کر لینے کو منت کہا جاتا ہے۔ منت پوری کرنی واجب ہے۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ ابرار لوگ رب کے واجبات کے علاوہ خود اپنی واجب کی ہوئی نذروں کو بھی پورا کرتے ہیں۔ ۴۔ یعنی اس قدر نیک اعمال کرنے کے باوجود قیامت اور رب کا خوف کمال درجے کا رکھتے ہیں کہ نیکی کرتے ہیں پھر ڈرتے ہیں ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اپنا مرغوب طبع کھانا خیرات کرنا چاہیے، اسی لئے فاتحہ میں میت کا مرغوب کھانا خیرات کرتے ہیں، نیز اپنی زندگی، تندرستی میں خیرات کرتے ہیں جبکہ خود کو بھی ضرورت ہوتی ہے۔ تندرستی کا صدقہ افضل ہے ۶۔ اسیراً سے معلوم ہوا کہ یہ آیت مدنی ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے جہاد نہ تھا، اور بغیر جہاد کے قیدی نہیں آ سکتے، اسلام میں کسی مجرم کے لئے قید مستقل سزا نہیں ۷۔ اس بنا پر بعض احتیاط والے فقیر کو خیرات دے کر دعا کے لئے بھی نہیں کہتے کہ کہیں یہ شکریہ نہ بن جائے۔ بعض علماء و مشائخ اپنے شاگردوں اور مریدوں سے بھی کوئی دنیاوی عوض کی امید نہیں رکھتے فرماتے ہیں کہ علم روحانی غذا ہے اس کی خیرات بھی محض رضا الٰہی کے لئے کرنی چاہیے مگر شاگرد اور مرید کو شکریہ اور خدمت ضروری کرنی چاہیے احسان کا بدلہ احسان ہے ۸۔ اس بنا پر ہم تمہیں یہ صدقہ دے رہے ہیں تم سے اس کا بدلہ نہیں چاہتے رب سے چاہتے ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی فاطمہ، حسن، حسین و بی بی فضہ رضی اللہ عنہم یقیناً جنتی ہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ شکر سے صبر افضل ہے کیونکہ قرآن مجید نے شکر کی جزا زیادتی نعمت قرار دی کہ فرمایا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ اور صبر کی جزاء یہاں تو جنت و سامان جنت بتائی، دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے، جس کے ساتھ اللہ ہو اسے کیا کمی، خیال رہے کہ صبر چار طرح کا ہے اطاعت پر صبر معصیت سے صبر، صدمہ اولیٰ پر صبر آفات و مصائب میں صبر، اہل بیت رسول میں یہ چاروں صبر پوری طرح موجود ہیں۔ حضرت حسین تو صابروں کے سردار ہیں ۱۱۔ جنت میں سردی، گرمی وغیرہ کے موسم نہ ہوں گے، نہ سورج نہ چاند وغیرہ کی وہاں روشنی، وہاں نور الٰہی کی تجلی ہوگی، ہمیشہ صبح صادق کی طرح سہانا وقت رہے گا ۱۲۔ بہشتی درختوں کے سائے نزدیک ہوں گے ۱۳۔ تاکہ بیٹھے لیٹے ہر حالت میں خوشے توڑ سکیں، معلوم ہوا کہ جنتی درختوں کی بلندی اہل جنت کی خواہش کے مطابق ہوگی اور ان کے خوشے دائمی ہوں گے کبھی ختم نہ ہو سکیں گے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگ حلقے بنا کر کھایا پیا کریں گے حلقہ بنا کر ہی بیٹھا کریں گے، رب فرماتا ہے عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ اسی لئے حضور کی مجلس شریف سے ہوا کرتی تھی کہ وہ جنتی مجلسیں تھیں، اب بھی ذکر کی، وعظ کی، کھانے کی مجلسیں گول حلقہ کی طرح چاہئیں تاکہ ان پاک مجلسوں کی نقل ہو جائے البتہ نماز میں صفیں چاہئیں۔ وہ فرشتوں کی نقل ہے ملائکہ صف بستہ نماز ادا کرتے ہیں ۱۵۔ چاندی کی طرح سفید و مضبوط، ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ شیشے کی طرح صاف و شفاف کہ باہر سے اندر کی چیز نظر آوے، سبحان

يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾ يُوْفُوْنَ

کیا ایک چشمہ ہے جس میں سے اللہ کے نہایت خاص بندے پئیں گے ۱؎ اپنے محلوں میں لے جہاں

بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾ وَ

چاہیں بہا کر لے جائیں گے ۲؎ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں ۳؎ اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی

يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿۸﴾

پھیلی ہوئی ہے ۴؎ اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر ۵؎ مسکین اور یتیم اور اسیر کو ۶؎

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا

ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں

شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿۱۰﴾

مانگتے ۷؎ بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے ۸؎

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾

تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچا لیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی ۹؎

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ

اور ان کے صبر پر انہیں جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے ۱۰؎ جنت میں تختوں

فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا

پر تکیہ لگائے ہوں گے نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ

زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا

ٹھٹھر ۱۱؎ اور اس کے سائے ان پر جھکے ہوں گے ۱۲؎ اور اس کے گچھے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے

تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ

ہوں گے ۱۳؎ اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا ۱۴؎ جو شیشے

كَانَتْ قَوَارِيْرَا ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا

کے مثل ہو رہے ہوں گے کیسے شیشے چاندی کے ۱۵؎ ساقیوں نے انہیں پورے اندازہ پر رکھا

کیونکہ دنیا کا شیشہ ریت سے بنتا ہے وہاں کا شیشہ جنت کی زمین سے بنا ہوگا، وہاں کی زمین چاندی کی ہوگی۔

ا۔ یعنی جنت کے خدام جام بقدر ضرورت بھریں گے جنتی کو جتنی خواہش ہو گی اسی قدر جام بھرا جاوے گا تا کہ نہ تو خواہش باقی رہے نہ بچا ہوا پھینکا جائے ۲۔ بعض شربتوں میں ادرک کی ملاوٹ بعض میں کافوری' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳۔ یہ چشمہ تمام مشروبات سے اعلیٰ و لذیذ ہو گا مقربین تو خاص یہی پئیں گے دوسرے جنتی لوگوں کے مشروبات میں اس کی آمیزش ہو گی ۴۔ ان غلمان وولدان میں بعض تو جنتی مخلوق ہیں حوروں کی طرح اور کفار کے وہ بچے ہیں جو نا سمجھی کی حالت میں فوت

تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿١٧﴾

ہو گا ا۔ اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے جس کی ملونی ادرک ہو گی ۲۔

عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ

وہ ادرک کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں ۳۔ اور ان کے آس پاس خدمت میں

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا

پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے ۴۔ جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے

مَّنثُورًا ﴿١٩﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا

ہوئے ۵۔ اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے اور بڑی

كَبِيرًا ﴿٢٠﴾ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَ

سلطنت ۶۔ ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قناویز کے ۷۔

حُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ﴿٢١﴾

اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے ۸۔ اور انہیں ان کے رب نے [illegible]

إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ﴿٢٢﴾

پلائی ۹۔ ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے ۱۰۔ اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی ۱۱۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ﴿٢٣﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ

بے شک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اتارا ۱۲۔ تو اپنے رب کے حکم پر صابر

رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ﴿٢٤﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

رہو ۱۳۔ اور ان میں کسی گنہگار یا ناشکرے کی بات نہ سنو ۱۴۔ اور اپنے رب کا نام

بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٢٥﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ

صبح و شام یاد کرو ۱۵۔ اور کچھ رات میں اسے سجدہ کرو ۱۶۔ اور بڑی رات تک

لَيْلًا طَوِيلًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ

اسکی پاکی بولو ۱۷۔ بیشک یہ لوگ پاؤں تلے کی عزیز رکھتے ہیں ۱۸۔ اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن

ع ۲ ۱۹

ہوئے نہ خود نیک اعمال کر سکے نہ ان کے ماں باپ مومن' ان کا بچپن دائمی ہو گا' کبھی جوان نہ ہوں گے۔اندر باہر کی خدمت ان کے سپرد ہو گی' معلوم ہوا کہ جنتی کے گھروں میں اجنبی جوانوں کو بے پردہ جانے کی اجازت نہ ہو گی پردہ جنت میں بھی ہو گا رب فرماتا ہے' مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ دنیا کا پردہ جنتی نعمت ہے' بے پردگی بے حیائی دوزخی عذاب۔ ۵۔ یعنی یہ غلمان جنتی گھروں میں چلتے پھرتے ایسے معلوم ہوں گے جیسے مخملی فرش پر آبدار موتی بکھرے ہوں ۶۔ جنتی نعمتیں وہم و خیال سے بالا ہیں' معمولی جنتی کا ملک ایک ہزار سال کی مسافت میں پھیلا ہوا ہو گا' غلمان و فرشتے سب خدمتگار ہیں ۷۔ سندس باریک ریشم اور استبرق دبیز ریشم کو کہتے ہیں یعنی بعض لباس باریک ریشم کے ہوں گے اور بعض موٹے ریشم کے یا کبھی باریک ریشم کے کبھی موٹے کے' خیال رہے کہ جنتی لباس سردی گرمی سے بچنے کے لئے نہ ہوں گے' کیونکہ وہاں سردی گرمی نہیں پردے اور زیبائش کے لئے ہوں گے'

۸۔ یعنی ہر جنتی کے ہاتھوں میں تین کنگن ہوں گے' ایک سونے کا ایک چاندی کا' ایک موتی کا جو نہایت ہی خوشنما اور دیدہ زیب ہوں گے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' خیال رہے کہ دنیا میں جہاد ہوتے رہتے ہیں۔ لہٰذا یہاں مردوں کو سونا چاندی پہننا حرام قرار دیا گیا' تا کہ ان کی زندگی سپاہیانہ ہو' جنت میں جہاد نہیں اس لئے وہاں زیور پہنائے گئے ۹۔ دنیا میں عشق الٰہی بھی دل کی شراب طہور ہے اور بزرگوں کا دیدار' ان کے پاؤں کا دھون وغیرہ شرابا" طهورا" ہے کہ اس سے جسمانی و روحانی بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ آخرت میں شراب طہور کا ایک چشمہ ہو گا' اس شراب میں بدبو و نشہ نہ ہو گا ۱۰۔ یعنی یہ تمام نعمتیں تمہاری دنیاوی فرمانبرداریوں کا بدلہ ہیں' یہ کلام ان سے ہو گا جنہیں جنت کسب سے ملی' بعض لوگ عطائی یا وہبی طور پر جنتی ہوں گے' جیسے مسلمانوں کے بچے یا وہ گنہگار جو دوسروں کی طفیل جنتی ہوں گے یا وہ مخلوق جو جنت پر کرنے کے لئے پیدا ہو گی ۱۱۔ اس طرح کہ ہم نے قبول فرمائی' اور اپنے دیدار و ہم کلامی سے تمہیں نوازا' خیال رہے کہ رب کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہ ہو گا' یہ عشق الٰہی کا نتیجہ اور محض فضل ربانی ہو گا ۱۲۔ تا کہ تمہاری ہمکلامی و پیغام رسانی کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے اور لوگوں پر احکام کا ایک دم بوجھ نہ پڑ جائے' نزول قرآن کریم تیئس سال میں مکمل ہوا ۱۳۔ اور تبلیغ پر مشقتیں برداشت فرماتے رہو' یا رب کی بھیجی ہوئی مصیبتوں پر صبر کرو' یا' شریعت کے احکام کی پابندی کرو' غرضیکہ اس آیت کا مکی ہونا لازم نہیں ۱۴۔ (شان نزول) بعض علماء نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ حاضر ہوئے' عتبہ بولا کہ اگر دین کی تبلیغ بند کر دیں' تو میں اپنی بیٹی آپ سے بیاہ دوں' اور بغیر مہر حاضر کر دوں' ولید بولا کہ میں آپ کو اتنا مال دوں کہ آپ راضی ہو جائیں' اس پر یہ آیت اتری (خزائن) اس صورت میں یہ آیت مکیہ ہے ۱۵۔ یعنی

وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ

کو چھوڑ بیٹھے ہیں ۱؎ ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے ۲؎

وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ

اور ہم جب چاہیں ان جیسے اور بدل دیں ۳؎ بیشک یہ نصیحت ہے ۴؎

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ

تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے ۵؎ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ

يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ

اللہ چاہے ۶؎ بے شک وہ علم و حکمت والا ہے ۷؎ اپنی رحمت میں لیتا

يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

ہے جسے چاہے ۸؎ اور ظالموں کیلئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۹؎

سورۃ المرسلٰت مکیۃ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ آیاتہا ۵۰ رکوعہا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ۱؎

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ

قسم اس کی جو بھیجی جاتی ہیں لگاتار ۲؎ پھر زور سے جھونکا دینے والیاں پھر ابھار کر اٹھانے

نَشْرًا ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا

والیاں ۳؎ پھر حق ناحق کو خوب جدا کرنے والیاں پھر ان کی قسم جو ذکر کا القا کرتی ہیں ۴؎ حجت تمام

اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ

کرنے یا ڈرانے کو ۵؎ بیشک جس بات کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو ۶؎ ضرور ہونی ہے پھر جب تارے محو کر

طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ

دیئے جائیں ۷؎ اور جب آسمان میں رخنے پڑیں ۸؎ اور جب پہاڑ غبار کر کے اڑا دیئے

نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾

جائیں ۹؎ اور جب رسولوں کا وقت آئے ۱۰؎ کس دن کیلئے ٹھہرائے گئے تھے ۱۱؎

(بقیہ صفحہ ۹۲۵) نماز فجر و عصر و مغرب کی پابندی کرو' صبح میں فجر' شام میں عصر و مغرب آگئیں' ذکر سے مراد نماز ہے۔ کیونکہ ہر نماز میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ۱۶۔ نماز مغرب و عشاء کی پابندی کرو۔ ان دو جملوں میں پانچوں نمازیں آگئیں ۱۷۔ یعنی فرائض کے علاوہ نوافل بھی پڑھا کرو۔ نوافل میں تہجد بھی داخل ہے یا نماز کے علاوہ اور طرح بھی اللہ کا ذکر کیا کرو' بہرحال یہ امر وجوب کے لئے نہیں ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی محبت جب دین چھوڑ کر ہو' تو بری ہے اور طریقہ کفار ہے اور اگر دین کے لئے وسیلہ بنائی جاوے تو اچھی ہے دنیا صفر ہے اور دین عدد صفر اکیلا ہو تو کچھ نہیں اور اگر عدد سے مل جائے تو دس گنا کر دیتا ہے' ایسے ہی دنیا اگر دین میں مل جائے تو سبحان اللہ' جیسے حضرت عثمان کا مال اور انبیاء کی اولاد

۱۔ اس سے مراد قیامت کا دن ہے' جو کفار پر بہت بھاری ہو گا' اس سے یہ غافل ہیں ۲۔ اس طرح کہ کمزور پیدا ہوئے پھر قوی و توانا ہوئے' ہمارے کرم سے ۳۔ کہ انہیں ہلاک کر کے دوسروں کو ان کی عمارتوں میں بسا دیں' چنانچہ سرداران قریش جنگوں میں مارے گئے اور مسلمان ان کے گھروں میں آباد ہوئے ۴۔ یعنی قرآن کریم ہمیشہ ہر جگہ ہر ایک کے لئے نصیحت ہے' اس کا نصیحت ہونا کسی وقت کسی قوم سے خاص نہیں کیونکہ حضور کی نبوت عام ہے۔ ۵۔ رب کا راستہ وہ عقاید یا جسمانی و قلبی اعمال ہیں جن کے ذریعہ سے رب مل جائے اس راستہ کی نشانیاں انبیاء کرام و اولیاء ہیں جس دین میں اولیاء اللہ ہیں وہ رب کا راستہ ہے اسی لئے اولاد یعقوب علیہ السلام نے عرض کیا تھا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۔ پھر راستے دو ہیں ایک کھلا جو سیدھا دوسرا تنگ گلیاں پہلے کو شریعت دوسرے کو طریقت کہتے ہیں' شریعت پر ہر شخص با آسانی چل سکتا ہے مگر دیر سے پہنچتا ہے۔ طریقت پر صرف واقف کار کے ذریعہ جانا ہوتا ہے مگر جلد پہنچا دیتا ہے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان پتھر کی طرح بے اختیار نہیں۔ بلکہ اسے اختیار و ارادہ ملا ہے۔ دوسرے یہ کہ انسان اپنے ارادہ میں بالکل مستقل اور رب سے بے نیاز نہیں اس کا ارادہ رب کے ارادہ کے ماتحت ہے' لہٰذا مختار مطلق نہیں' اسی عقیدے پر ایمان کا مدار ہے ۷۔ بطریق عالمانہ اس رحمت کی چار نوعیتیں ہیں زندگی میں تقویٰ مرتے وقت اچھا خاتمہ' قبر میں کامیابی' حشر میں نجات' اور جنت یا رحمت سے مراد حضور کا دامن کرم ہے اور بطریق صوفیانہ رحمت سے مراد اللہ و رسول کی محبت و عشق ہے' یہ اسے ہی ملتی ہے جس پر خاص کرم ہو ۸۔ ظالمین سے مراد کفار ہیں اور دردناک عذاب سے مراد یا تو دائمی عذاب ہے یا ذلت و خواری کا عذاب' جس سے گنہگار مومن بچائے جائیں گے ۹۔ یہ سورۃ منیٰ شریف کے ایک پہاڑی غار میں نازل ہوئی' آج اس کا نام غار مرسلات ہے اس کے نزول کے بعد ایک سانپ نکلا صحابہ کرام نے اسے مارنے کی کوشش کی' مگر وہ چھپ گیا' حضور نے فرمایا کہ وہ تم سے' تم اس سے بچ گئے (خزائن وغیرہ) ۱۰۔ یہ پانچوں صفات جو یہاں مذکور ہیں یا ہواؤں کی ہیں یا کامل نفوس کی جو بدن کامل کرنے کے لئے بھیجی جاتی ہیں پھر وہ ریاضتوں کے جھونکوں سے ماسوی اللہ کو اڑا دیتے ہیں پھر تمام اعضاء میں اس کا اثر پھیلاتے ہیں۔ اور سوا ذات حق سب کو فنا کر دیتے ہیں پھر اللہ کا ذکر القاء کرتی ہیں' بعض نے فرمایا کہ یہ پانچوں صفتیں فرشتوں کی ہیں اور بھی اس میں دو قول ہیں (خزائن) بعض نے فرمایا کہ یہ صفات آیات قرآنیہ کی ہیں (عزیزی) ۱۱۔ یعنی وہ رحمت کی ہوائیں جو بادل اٹھاتی ہیں ۱۲۔ ایک احتمال یہ ہے کہ یہ پانچوں صفات فرشتوں کی ہیں تو معنی یہ ہوئے کہ ان فرشتوں کی جو لگاتار آپ کی خدمت میں بھیجے جاتے ہیں پھر وہ تمہارے اور تمہارے

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ وَيْلٌ

روز فیصلہ کے لئے ؎ اور تو کیا جانے وہ روز فیصلہ کیا ہے ؎ جھٹلانے

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۱۵﴾ أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ

والوں کی اس دن خرابی ؎ کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا ؎ پھر پچھلوں کو انکے

الْآخِرِينَ ﴿۱۷﴾ كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿۱۸﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

پیچھے پہنچائیں گے ؎ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ؎ اس دن جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۱۹﴾ أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ﴿۲۰﴾

والوں کی خرابی ؎ کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا

فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿۲۱﴾ إِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا

پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا ایک معلوم اندازہ تک ؎ پھر ہم نے اندازہ فرمایا ؎

فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۲۴﴾ أَلَمْ

تو ہم کیا ہی اچھے قادر اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی کیا ہم

نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا

نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا ؎ تمہارے زندوں اور مردوں کی ؎ اور ہم نے اس میں

رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ وَأَسْقَيْنَاكُم مَّاءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

اونچے اونچے لنگر ڈالے ؎ اور ہم نے تمہیں ؎ خوب میٹھا پانی پلایا ؎ اس دن جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۲۸﴾ انطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿۲۹﴾

والوں کی خرابی چلو اس کی طرف جسے جھٹلاتے تھے

انطَلِقُوا إِلَىٰ ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيلٍ وَلَا

چلو اس دھوئیں کے سائے کی طرف جس کی تین شاخیں ؎ نہ سایہ دے ؎ نہ لپٹ

يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَأَنَّهُ

سے بچائے ؎ بے شک دوزخ چنگاریاں اڑاتی ہے ؎ جیسے اونچے محل گویا وہ

(بقیہ صفحہ ۹۲۶) رب کے درمیان ایسی تیزی سے دورہ کرتے ہیں جیسے ہوا کا جھونکا اور آپ کے حضور وہ ادب سے پر پھیلا دیتے ہیں پھر وہ آیات لاتے ہیں جو حق و باطل میں فرق کریں پھر وہ فرشتے ذکر الٰہی آپ پر پیش کرتے ہیں' اس تفسیر سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ حضور کی محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ حضور کے خدام فرشتوں کی بھی رب نے قسم فرمائی' دوسرے یہ کہ جب یہ فرشتے ایسے اعلیٰ ہوئے کہ تھوڑی خدمت کے باعث قسم کے لائق ہو گئے تو وہ صحابہ جو سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے ان کی عظمت کا کیا پوچھنا ۱۳۔ یعنی ان ہواؤں کا چلنا یا فرشتوں کا آیات قرآنیہ لانا' ڈرانے اور حجت الٰہی پورا کرنے کے لئے ہے کل قیامت میں کوئی اپنی بے خبری کا بہانہ نہیں کر سکتا ۱۴۔ قیامت اور وہاں کی جزاء و سزا جس کی خبریں حضور نے دیں ۱۵۔ انکا نور مٹا کر پھر جھاڑ دیئے جائیں لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں' وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۱۶۔ شگاف پڑ جاویں اور آسمان پھٹ جاوے' اس سے پہلے آسمان پر رخنہ نہ تھا رب فرماتا ہے مالها من فروج یا آسمان کے دروازے کھل جاویں جن سے فرشتے نازل ہوں' رب فرماتا ہے وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا پہلی تفسیر زیادہ قوی ہے ۱۷۔ یعنی ریزہ ریزہ ہو کر ایسے اڑ جائیں جیسے آج ہوا میں غبار ۱۸۔ اور وہ حضرات امتوں پر گواہی دینے کے لئے جمع کئے جائیں ۱۹۔ یعنی یہ گواہیاں اور فیصلے دنیا میں نہ ہوئے قیامت پر ملتوی تھے اس دن سب کچھ ہو گا۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حساب کتاب' ثواب و عذاب قیامت میں ہو گا' دنیا میں نہیں کیونکہ رب کے عذاب و ثواب دائمی ہیں اور دنیا میں دوام نہیں' نیز اس کے عذاب میں خالص تکلیف ہے اور ثواب میں خالص آرام' دنیا میں خالص تکلیف و آرام ناممکن ہے نیز سب کا سارا حساب دنیا میں ممکن نہیں کیونکہ ان سب کا اجتماع دنیا میں کبھی نہیں ہوتا' بعض اہل حقوق یا بعض اعمال ابھی باقی ہیں جب سارے ظالم و مظلوم جمع ہوں اور سارے اعمال ہو چکے ہوں وہ قیامت ہی کا دن ہے ۲۔ یعنی اے سننے والے قیامت کی ہولناکی و دہشت وغیرہ تیرے خیال و گمان سے وراء ہے۔ ۳۔ جھٹلانے والوں سے مراد کفار ہیں خواہ وہ توحید کے منکر ہوں یا رسالت کے یا کسی اور اسلامی عقیدے کے' اس سے معلوم ہوا کہ پوری خرابی اس دن کفار ہی کی ہو گی' مومن گنہگار کی خواری' خرابی نہ ہو گی' دوزخ میں اس کا جانا گناہوں کے میل سے صاف ہونے کے لئے ہو گا۔ جیسے گندے سونے کا آگ میں جانا ۴۔ یعنی اے کفار مکہ اگرچہ تم پر گزشتہ امتوں کی طرح دنیاوی عذاب نہ آئے' لیکن آخرت میں تم اور وہ کفار ایک ساتھ رہو گے کیونکہ عقاید و اعمال میں یکساں ہو اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مسلمان اپنے محبوبوں انبیاء' اولیاء' صحابہ کے ساتھ ہوں گے ۵۔ ہر جنس کو اس کی ہم جنس کے ساتھ رکھتے ہیں ۶۔ یعنی جب دنیا میں عذاب آئے تو کفار پر خرابی آئی' کہ ان کو توبہ کی مہلت نہ دی' لہٰذا یہ آیت مکرر نہیں کہ پہلے قیامت مراد تھی' یہاں عذاب دنیا آنے کا دن (روح) ۷۔ یعنی اپنی گزشتہ پیدائش پر غور کر کے ہماری قدرت پر ایمان لاؤ کہ تمہیں ناپاک قطرے سے بنایا۔ اس قطرے کو وقت مقررہ تک نو ماہ یا کم و بیش ماں کے رحم میں رکھا ۸۔ یعنی جیسا تمہارا ماں کے پیٹ میں رہنا اندازے سے تھا' ایسے ہی دنیا میں رہنا اندازہ سے ہے جو ہم نے مقرر فرما دیا۔ کوئی اس اندازہ سے کم یا زیادہ نہیں جی سکتا ۹۔ کہ زمین میں ہر قسم کے انسان رہتے بستے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر قیام عارضی ہے ان کا اصل مقام زمین ہی ہے ۱۰۔ اس طرح کہ زندے زمین کی پشت پر اور مردے زمین کے پیٹ میں جمع ہیں' جن مردوں کو دفن نصیب نہ

(بقیہ صفحہ ۹۲۷) ہوا' وہ زمین پر ہیں' زمین سے علیحدہ نہیں ہو گئے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین ٹھہری ہوئی ہے حرکت نہیں کرتی کیونکہ پہاڑوں کو لنگروں سے تشبیہ دی اور لنگر جہاز کو روکنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں ۱۲۔ اے انسانوں' خواہ مطیع ہو یا نافرمان ۱۳۔ زمین سے اس طرح کہ اس سے پانی کے چشمے' نہریں' دریا پیدا کئے' خیال رہے کہ بارش اگرچہ آسمان کی طرف سے آتی ہے لیکن وہ پانی بھی زمین ہی کا ہوتا ہے کہ بادل سمندر سے بنتے ہیں' اور سمندر زمین پر ہے' سمندر کا پانی اگرچہ کھاری ہے۔ مگر بارش کا پانی میٹھا ۱۴۔ تم دنیا میں دوزخ اور عذاب دوزخ کے انکاری تھے اب چل کر آنکھوں سے دیکھ لو' حق ہے یا نہیں ۱۵۔ یعنی دوزخ کے دھوئیں کی طرف چلو جو اتنا زیادہ ہے' کہ تین طرف پھیلتا ہے' اوپر اور دائیں بائیں' جیسا کہ دنیا میں بہت زیادہ دھوئیں کا حال ہوتا ہے۔ کہ وہ گیسوؤں کی طرح اوپر اور دائیں بائیں پھیلتا ہے' پھر یہ دھواں کفار کو اوپر اور دائیں بائیں سے گھیرے گا۔ اس لئے اسے تین شاخ والا فرمایا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دوزخ کا دھواں میدان قیامت میں بھی پہنچے گا۔ جہاں کفار کو رکھا جائے گا۔ حساب کے لئے۔ جیسے مسلمانوں کے لئے میدان محشر میں حوض کوثر کی نہر آئے گی۔ جہاں مسلمان حساب دینے کی حالت میں پانی سے سیراب بھی ہوتے رہیں گے' اس نہر سے مرتدین کو بھگا دیا جائے گا جن کے متعلق حضور فرمائیں گے کہ اصیحابی۔ یہ مردود میرے اصحاب تھے' دوسرے یہ کہ کفار نے نفس امارہ' شیطان' برے ساتھیوں کی اطاعت کر کے دل' زبان' اعضاء سے خراب کام لئے' لہٰذا ان تینوں جرموں کی وجہ سے دھواں انہیں تین طرف سے گھیرے گا ۱۶۔ یعنی یہ سایہ میدان محشر میں نہ تو سورج کی گرمی سے بچائے گا۔ نہ آگ کی تپش سے' کیونکہ اس میں خود گرمی ہو گی' دنیا کے سایوں کی طرح ٹھنڈا اور گرمی سے بچانے والا نہ ہو گا۔ ۱۷۔ بڑے بڑے شعلے جن کی بڑائی آگے مذکور ہے۔

جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا يَوْمُ

زرد رنگ کے اونٹ ہیں ۱ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ۲ یہ دن ہے کہ وہ

لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ

نہ بول سکیں گے ۳ اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عذر کریں ۴ اس دن

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ

جھٹلانے والوں کی خرابی یہ ہے فیصلہ کا دن ۵ ہم نے تمہیں جمع کیا

وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ

اور سب اگلوں کو ۶ اب اگر تمہارا کوئی داؤں ہو تو مجھ پر چل لو ۷ اس دن

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾

جھٹلانے والوں کی خرابی بے شک ڈر والے سایوں اور چشموں میں ہیں ۸

وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ

اور میووں میں جو ان کا جی چاہے ۹ کھاؤ اور پیو رچتا ہوا ۱۰ اپنے اعمال کا

تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ

صلہ ۱۱ بے شک نیکوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ۱۲ اس دن

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ

جھٹلانے والوں کی خرابی کچھ دن کھا لو اور برت لو ۱۳ ضرور

مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا قِيْلَ

تم مجرم ہو ۱۴ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی اور جب ان سے کہا جائے

لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾

کہ نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے ۱۵ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے ۱۶

ع ۱ ۲۱

ع ۲ ۲۲

۱۔ یعنی شعلے بلندی میں محلوں کی طرح رنگت میں زرد اونٹوں کی طرح کفار عرب زرد اونٹ بہت پسند کرتے تھے' ان کی محبت میں دین سے غافل تھے' اسی لئے ان کے لئے یہ سزا تجویز ہوئی ۲۔ کہ قیامت میں بھی ان کی خرابی ہے اور بعد قیامت بھی رسوائی' اور ندامت بھی ۳۔ ایسی صحیح بات نہ بول سکیں گے' جو انہیں نفع دے اگرچہ جھوٹی بکواس کریں گے یا حساب کتاب کے بعد ان کی کج بحثی ختم ہو جائے گی ۴۔ کیونکہ ان کے پاس صحیح عذر ہو گا ہی نہیں' صرف جھوٹے حیلے کریں گے جن کا مکمل جواب پا کر خاموش ہو جائیں گے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' ان کا بولنا' شور' فریاد کرنا۔ دوسرے وقت دوسری قسم کا ہو گا' خاموش رہنا دوسرے وقت اور دوسری قسم کا' خیال رہے کہ فیعتذرون کی ف عاطفہ ہے۔ نہ کہ جوابیہ' اس لئے نون نہ گرا' یعنی ان کا خاموش رہنا اس لئے ہو گا کہ ان کے پاس صحیح عذر ہو گا ہی نہیں ۵۔ جب رب تعالیٰ عملی فیصلہ فرمائے گا' ورنہ قولی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا یا فاصلہ کا دن ہے کہ مومن و کافر میں علیحدگی کر دی جائے گی' جیسے گاہنے کے بعد بھوسے اور گندم میں علیحدگی کر دی جاتی ہے ۶۔ کہ ہر قسم کا کافر اپنے ہم جنسوں کے ساتھ جمع ہے اور مومن اپنے ہم جنس مومنوں کے ساتھ' یا تمام اولین و آخرین ایک میدان میں جمع ہیں' اسی لئے اسے یوم الجمع اور یوم الحشر کہتے ہیں ۷۔ اور اپنے کو عذاب سے بچا لو۔ یہ امر ان کی عاجزی ظاہر کرنے کے لئے ہے' چونکہ دنیا میں یہ کفار انبیاء کرام کے مقابلہ میں مختلف داؤ چلا کرتے تھے اس لئے یہ فرمایا جائے گا ۸۔ یعنی دنیا میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کے سایہ

بقیہ صفحہ ۹۶۲ پر